

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انصار اللہ کے اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فتح ۱۳۶۲ ہش
دسمبر ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر ——— غلام باری سیف

انصار اللہ کے مرکزی سالانہ اجتماع ۱۳۶۲ہش / ۱۹۸۳ء کے چند مناظر



حضور ایدہ اللہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس کے ہمراہ عالمگیر انصار اللہ کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شمولیت کیلئے تشریف لا رہے ہیں



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم میاں بشیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کوئٹہ سے مصافحہ فرما رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

صفر ۱۴۰۳ ہجری

فتح ۱۳۶۲ ہش

دسمبر ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ ۲۰/-

امریکہ۔ کینیڈا۔ جزائر فجی { بذریعہ ہوائی ڈاک ——— پندرہ ۱۵ ڈالر ” / ” بحری ڈاک ——— آٹھ ۸ ” ”

دیگر ممالک { بذریعہ ہوائی ڈاک ——— چھ ۶ پونڈ ” / ” بحری ڈاک ——— تین ۳ ” ”

فہرست مضامین

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ سید عبدالحی

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

کتابت:۔ رضوان الکتابت ربوہ

قیمت فی پرچہ:۔ دو روپے

جلد ۲۴ | ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ | شمارہ ۱۲

فتح ۱۳۶۲ ہش

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

اِس مقدّس مہینہ میں وہ برگزیدہ ہستی دُنیا میں تشریف لائی۔ جن کی آمد سے شریعت مکمّل ہوئی۔ جنہوں نے مکارمِ اخلاق کو مکمّل کیا۔ جن کے آنے سے انسانیت کا شرف ظاہر ہوا۔ اس ماہ وہ مسجودِ ملائک ظاہر ہوئے۔ کہ جن کی رفعت پرواز کے سامنے جبرائیل امین کی پرواز رُک گئی۔ اس مقدّس مہینہ میں وہ ہستی پیدا ہوئی جو قاب قوسین او ادنیٰ کی مصداق تھی۔ وہ جس کے نطق کو بارگاہِ الوہیت سے ماینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحیٌ یوحیٰ کی سند عطا ہوئی۔

اس مہینہ میں وہ تشریف لائے جو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے ـــ وہ آئے جنہوں نے وحشی انسانوں کو خدا نما بنایا۔ جن کے آنے سے دُنیا کی تمام تاریکیاں کافور ہوئیں۔ جن کی آمد سے دل روشن ہوئے۔ وہ تشریف لائے جن کے آنے سے مخلوق کا تعلّق خالق سے استوار ہوا۔

وہ آئے جن کی آمد سے دلوں کے بتکدوں میں توحید کی شمعیں روشن ہوئیں۔

آیئے دیدہ و دل فرشِ راہ کریں کہ اُس محبوب سبحانی کی آمد ہے۔ جن کی محبت متاعِ ایمان ہے۔ جن کی محبت خدا کا محبوب بناتی ہے ـــ آیئے محبت و عقیدت کے گلدستے سنواریں کہ آمنہ کے لال تشریف لائے ہیں۔ رسولِ بطحا آتے ہیں۔

آیئے دلوں کو سنواریں، اخلاق سنواریں، زبانیں پاک کریں کہ آپ پر درُود بھیجنا ہے۔ اپنی سیرت کے خدّ و خال سنواریں، آپ کے نقشِ قدم کو ڈھونڈیں کہ اللہ نے انہیں اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ سیرتِ نبوی پر دو مضمون اندر ملاحظہ فرمایئے۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ اٰل محمّدٍ و بارک وسلّم انّکَ حمیدٌ مجید۔

"یَأْتُونَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق"

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اس الہام کی صداقت ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے ہے۔ ابراہیمی طیور پھر خدائی آواز پر جمع ہوں گے۔ خدا کے بندے پھر اس کے دَر پر سجدہ کناں ہوں گے۔ سفر کی صعوبتیں، راہ کی کلفتیں سب دُور ہو جاتی ہیں جب وہ اس مقدس بستی میں پہنچتے ہیں۔ لاکھوں کے جُھرمٹ میں اپنے محبوب امام کو دیکھ کر عشاق کے دل کی کیفیت کو زبان و قلم کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ دلوں کی دھڑکنیں، اشک بار آنکھیں، متحرک لبوں کی مناجات اہلِ قلب ہی جان سکتا ہے۔ کن جذبات، امنگوں سے یہاں احمدیّت کے پروانے جمع ہوتے ہیں اسے صاحبِ نظر ہی جان سکتا ہے۔

اس جلسہ کی بنیاد اُس موعود کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی جسے خدا نے اس زمانہ میں غلبہ اسلام کی نوید دے کر بھیجا ہے۔ اس کی بنیاد مقبول دُعاؤں سے رکھی گئی۔ اور ہم ان دُعاؤں کو ہر سال مشاہدہ کرتے ہیں۔

گردشِ لیل و نہار نے کئی امتحان لئے۔ کڑی آزمائشیں آئیں۔ صادقوں کے صدق و وفا کو پرکھنے کے کئی مواقع آئے۔ لیکن آسمان گواہ ہے کہ اُن کے قدم رُک نہیں گئے۔ وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" منزل کی جانب رَواں دَواں رہے۔ بے شک منزل کٹھن سہی لیکن راہنما کامل ہے اور توکّل اسی مولیٰ پر ہے۔ اگر ہم اُس کے بنائے ہوئے طریق پر گامزن رہیں تو منزلِ مقصود دُور نہیں۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ قریب ہیں۔ جب خُدا کی منشاء پُوری ہوگی۔ آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا لایا ہُوا دین سر بلند ہوگا۔ دُنیا چشمۂ توحید سے سیراب ہوگی۔ ضرورت نیک نمونہ اَور پختہ عزم کی ہے۔

بخدا یہ دن دُعاؤں کی قبولیّت کے ہیں۔ یہ دن تجدیدِ عہد اَور درس کو پختہ کرنے کے ہیں۔ ان دنوں کو غنیمت سمجھیں۔ کوئی لمحہ یادِ خدا سے غافل نہ ہوں۔ اپنے قیمتی وقت کو ضائع نہ کریں کہ مسیح پاک سے خدا کا وَعدہ تھا کہ آپ کا وقت ضائع نہ کیا جائے گا۔ کوئی نماز بغیر جماعت کے ادا نہ کریں۔ ثواب اور خدا کی رضا کی فراہمی میں لگے رہیں۔ امامِ وقت کے ارشادات سے مستفیض ہوں۔ اُن کو سُنیں اور دل میں جگہ دیں۔ خدا کی منشا اور رضا کے متلاشی رہیں کہ یہ دن غنیمت۔ گلشنِ احمدیت میں بہار آئی ہے ـــ عندلیبو! آؤ وہ نغمے گائیں جو آسمان گا رہا ہے۔ خدا کی تقدیر اور منشاء کو زمین پر لانے کے لئے اُس کے حضور گڑگڑائیں۔ اسلام کے لئے خدا سے تائید و نصرت مانگیں۔ مسلمانوں کی بہتری کے لئے اس کی رحمت کو جوش میں لائیں کہ آج سب مسلمان اس کی رحمت کے محتاج ہیں۔ اُس کے سامنے جھولی پھیلا کر عرض کریں رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْر

اَے خیر و برکت کے مالک اپنے پیارے رسول بطحا کی خاطر شرّ کو ٹال دے اور خیر و بھلائی سے مسلمانوں کے دامن بھر دے ـــ قادرِ مطلق خدا پھر اپنے دین کو سرفراز کر۔ اور مسلمانوں کو سرفرازی بخش۔ انہیں چشمِ بصیرت عطا کر

کہ یہ تیری منشاء کو سمجھ سکیں ۔

حالیہ دَورہ کے شیریں ثمرات

خدا کے پیارے بندے جماعت کے محبوب امام ایّدہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے ساتویں برّ اعظم میں خدا کا نام بلند کیا۔ اللہ نے مسیح پاک سے وَعدہ فرمایا تھا ۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

اُس فارسی الاصل نبیرۂ مسیح کے مبارک قدم زمین کے ایک کنارہ پر پڑے ۔ ابن مسیحا کا جانفزا پیغام کنواری قوموں نے آپ کی زبان مبارک سے سُنا۔ خدّام ، انصار ، تحریک ، صدر انجمن ، لجنہ اماء اللہ ۔ امراء کی طرف سے دیئے جانے والے عشائیوں میں آپ کی زبانِ مبارک سے دَورہ کے شیریں ثمرات جماعت نے سُنے ۔ دل خُدا کی حمد سے لبریز ہیں۔ اور اس کے حضور سجدہ ریز ۔

اللہ تعالیٰ اسلام کا درد جماعت کو عطا فرماوے، جو ہمارے پیارے امام کے مطہر قلب میں اُس نے ودیعت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُن مساعی میں اپنے فضل سے برکت ڈالے جو اس تاریخی سفر میں حضور نے فرمائیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ان ذمّہ داریوں کو سمجھنے اور نبھانے کی توفیق عطا فرماوے ۔ جس کی طرف حضور نے جماعت کو متوجہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم میں اُن اعمال کے بجالانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ جس کی طرف حضور ہمیں بُلا رہے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ رُوح القدس سے حضور کی ہر آن ہر لمحہ تائید فرمائے ۔ وہ سچّے وَعدوں والا ہمیں بھی توفیق عطا فرماوے کہ ہم حضور کے قدموں سے قدم مِلا کر غلبہ اسلام کی شاہراہ پر آگے بڑھیں ۔

حضور نے انصار کو عشائیہ میں جن ذمّہ داریوں کی طرف بلایا ہے ۔ اللہ ہمیں اُن ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یاربّ العالمین ۔

سمندر پار سے ایک نِدا

انگلستان کی جماعت کے اٹھارھویں سالانہ جلسہ کے اختتامی اجلاس میں فرزندِ احمدیت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا ، آپ کی بصیرت ، فراست ، تجربہ کے بارہ میں کچھ کہنا سورج کو چاند دکھانے کے مترادف ہے ۔

محترم چوہدری صاحب کو مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک زمانہ دیکھنے کی بھی سعادت نصیب

ہوئی۔ حضور کے بعد چاروں خلفاء سے آپ کو بہت قریبی تعلق رہا۔ سلسلہ سے وابستگی کے بارہ میں آپ نے ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ایک مضمون میں نقل فرمایا تھا۔ جو مجھے آج تک یاد ہے

اندریں دیں آمدیم از مادریم ٭ ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم

مَیں نے یہ دین ماں باپ سے ورثہ میں پایا ہے۔ اور اسی پر اس دُنیا سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

آپ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خلافت سب سے بڑا انعام ہے اور ہم نے اس کا ۱۹۰۸ء سے لے کر اب تک مسلسل تجربہ کیا ہے اور مَیں اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ یہ خلافتِ رابعہ بھی انتہائی اہم، انتہائی غلبہ اور انتہائی ترقیات کا دَور ہے۔ پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی ہم نے یہ ایک بڑی تبدیلی دیکھی اور ایک نیا دَور دیکھا ہے۔ اور ہم کو خلافت پر نیا ایمان حاصل ہُوا ہے۔"

سلسلۂ خطاب کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"پس مَیں آخری نصیحت آپ سب کو یہی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خلیفۂ وقت سے پُوری کوشش کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھیں اور اس رابطہ سے یہ مراد ہے کہ خلیفۂ وقت جس بات کی بھی تحریک کریں۔ جو تقریر یا خطبہ وغیرہ بھی ارشاد فرمائیں۔ اس کو غور سے پڑھیں اور ہر وہ بات جو خلیفۂ وقت کے مُنہ سے نکلتی ہے اس کا کامل علم حاصل کریں۔ کیونکہ عمل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے علم حاصل ہو۔ جب تقاضوں کا علم ہی نہیں ہوگا۔ تو انسان ان تقاضوں کو پُورا کیسے کرے گا۔ یہ عمل نہ صرف ہماری روحانیت کے لئے از حد مفید ہے۔ بلکہ غلبۂ اسلام کے لئے بھی یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی طرف سے تقاضوں کا علم بھی حاصل کریں اور پھر عمل بھی فوراً بلا تاخیر کریں۔ تب اور تب ہم خلافت کے انعامات کے صحیح طور پر وارث بن سکتے ہیں۔"

محترم چوہدری صاحب کی یہ نصیحت نہایت اہم ہے — آخری نصیحت آپ نے غالباً اس لئے فرمایا کہ تقریر میں یہ آپ کی آخری نصیحت تھی اور شائد اس کا سبب یہ بھی ہو کہ انگلستان کی جماعت کو آپ اب شائد اتنا وقت نہ دے سکیں جو پہلے دیتے تھے۔

دیارِ فرنگ میں بسنے والے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ کا وجود ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس کمی کو بھی اَب انگلستان کے افرادِ جماعت نے پُورا کرنا ہے — اور محترم چوہدری صاحب کی اس نصیحت پر عمل کے لئے ہم اس شمارہ میں اس بابرکت دَور کے آغاز کی چند تحریکات اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات نقل کر رہے ہیں۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے واجب الاطاعت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات کو پُورا کریں۔ حضور ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ اس کے لئے حضور کے ارشادات اندر ملاحظہ فرمایئے۔

خدائی وَعدوں پر یقین

اگر حقیقی ایمان نصیب ہو جائے تو پھر آپ کو وہ قوّت مل جائے گی جو ہر تذبذب، ہر شک، کو بہلے جائے گی۔ خدائی وَعدوں پر یقین ایمان کا حِصّہ ہے۔ یا حقیقی ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن خدا کے تبشیری وَعدے نہیں ٹل سکتے۔

انبیاء علیہم السّلام کے ادوار کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ کس طرح طاغوتی طاقتیں اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت اُن پر اور اُن کی غریب جماعتوں پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ وہ اُن پاک وجودوں کو جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے پیارے یہی کہتے رہے جیسے کہ حضرت نوحؑ نے فرمایا:-

یقوم اِن کان کَبُرَ علیکم مقامی و تذکیری باٰیات اللّٰہ فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثمّ لم یکن امرکم علیکم غمۃ ثمّ اقضو علیّ ولا تنظرون۔

اے طاغوتی طاقتو! اگر میری یہ نصیحتیں اور مؤقف تم پر شاق ہے تو جاؤ اپنی تدابیر اور ساتھیوں کو اکٹھا کر لو اور پھر مجھ پر ٹوٹ پڑو۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔ کوئی مہلت نہ دو۔ پھر دُنیا نے دیکھا کہ نوحؑ کی کشتی پر استہزاء کرنے والے اس کی آنکھوں کے سامنے غرق ہوئے۔

موسیٰؑ پر احسان جتلانے والا فرعون، بے بس اور کمزور موسیٰؑ کے سامنے ہاں ہاں اُس موسیٰؑ کے سامنے جسے والدہ نے صندوق میں بند کر کے سپردِ دریا کر دیا تھا۔ غرقابِ نیل ہُوا۔

ہمارے آقا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والے ایک دن آپ سے رحم کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے — اُس ذات ازلی کا اٹل اور ابدی قانون ہے۔

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

کہ غلبہ خدا کی تقدیر کا ہو گا۔ اُس کی منشاء پُوری ہو گی۔ اور اس کا پیغام لانے والے بالآخر کامیاب ہوں گے — خدا تعالیٰ نے اس زمانے کے مامور کو الہاماً کہا

انّی معین من اراد اعانتک۔ وانی مہینٌ من اراد اھانتک

اَے مسیح! جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا مَیں خدائے عزّوجل اُس کی مدد کروں گا اور جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا میں اس کی اہانت کروں گا۔

یہ الہام ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ اگر خدا کی مدد کے طالب ہیں تو اُس کے دین کی خدمت پر کمربستہ ہوجائیں اگر خدا کے انعامات کے وارث ہونا چاہتے ہیں تو نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ بلند کیجئے

یہ سلسلہ بندوں کا نہیں خدا کا قائم کردہ ہے۔ اس کی حفاظت وہ خود کرے گا اور جو اس کو ناکام اور معدوم کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ وہ ذوالایدی والابصار خود روکے گا۔ جماعت کی تاریخ میں کتنی ایسی مثالیں موجود ہیں جو اس الہام کی واقعاتی شہادتیں ہیں۔

پس خدائی وعدوں پر یقین رکھئے۔ اپنے فرض کو پہچانئے۔ پھر دیکھئے کہ خدائی انعامات کے آپ مورد بنتے ہیں یا نہیں۔

اوفوا بعھدی اوف بعھدکم

کہ خدا سے کئے گئے عہد کو تم پُورا کرو۔ خدا نے جو اس کے بدلہ میں تم سے وعدے کئے ہیں وہ پُورا کرے گا۔

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

عربی زبان میں محاورہ ہے۔ الظُّلم مرتعہٗ وخیمٌ کہ ظُلم کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے۔ لفظی ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ظُلم کے کھیت میں چرنے والے کو اپھارہ ہی ہوتا ہے۔ اُردو میں بھی کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا

قرآن مجید میں جس بدخُلقی کی سب سے زیادہ مذمت ہے وہ ظُلم ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ظالم کو اکثر اس دنیا میں بھی پاداش مل جاتی ہے۔ اور دُنیا ایک روز اس کے ظُلم کی مذمت کرتی ہے یزید نے امام پاک حضرت حسین علیہ السلام پر ظُلم توڑا لیکن حسینیت زندہ رہی اور یزیدیت اپنی موت آپ مر گئی۔

اگر معاشرہ میں اتنی طاقت ہو کہ وہ ظُلم کے ہاتھ روک سکے۔ وہ اس کی اعلانیہ مذمت کرے تو ظالم ظلم کرنے سے پہلے سو بار سوچے۔ اُسے اگر یہ علم ہو کہ میرے ظُلم کی سارا جہاں مذمت کرے گا تو وہ ظُلم سے رُک جائے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ شرافت موجود تو ہے لیکن گُنگ۔ ہاں کچھ جرأت مند لوگ ابھی باقی ہیں جو ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔

اس شمارہ میں ایک خط ہم نقل کر رہے ہیں جو ناصر احمد شہید اوکاڑہ کے والد کو ان کے ایک دوست نے لکھا۔ یہ دوست ہماری جماعت میں سے نہیں ۔۔ انسانیت اُنس سے مشتق ہے۔ انسان دو اُنسوں سے مرکب ہے وہ جس کی زبان نفرت کے الاؤ جلاتی ہے ۔وہ انسان نہیں۔ انسان وہ ہے جس کی زبان میں مٹھاس ہے۔ جو زخمیوں کے دل پر سکینت کے پھاہے رکھتا ہے وہ انسان ہے ۔اَے کاش اس دُنیا میں وہ انسان بس جائیں جو ہر طرف محبت کے پھول بکھیریں اور نفرت کے کانٹے پلکوں سے چُن دیں تا کسی راہ گیر کے پاؤں زخمی نہ ہوں۔ عزیزو! مذہب وہ ہے جو پیار کرنا سکھاتا ہے۔ وہ مذہب نہیں جو انسانوں سے نفرت سکھائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز

حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدّد صدی اوّل حضرت عمر کی پوتی کے بیٹے تھے۔ اُن کی والدہ کی کُنیت اُمّ عاصم تھی۔ اُن کی اپنی کُنیت ابوحفص تھی۔

یہ خلیفہ عبدالمالک بن مروان کے بھتیجے تھے اور ان کے داماد بھی عمر بن عبدالعزیز کے مصنف محمد علی ضناوی لکھتے ہیں۔ ان کا میثاق العمل یہ تھا۔

"کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دُنیا کی طرف بھیجا ہے۔ پس دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ اَحسن قولاً مِمَّنْ دعا الی اللّٰه وعمل صالحًا وَ قال انّنی من المسلمین ۔۔ ان کا دور خلافت اڑھائی سال کا تھا۔ آپ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰه بَعَثَ محمدًا هادیًا ولم یبعثه جابیًا

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی بنا کر بھیجا ہے ٹیکس وصول کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔

آپ فرماتے تھے حاکمیت مطلقہ اللہ سبحانہٗ کی ہے۔ کسی فرد یا قوم کی نہیں ۔ اسی کا قانون ہے اور وہی حقیقی حاکم ہے ملک کا سربراہ اس کی تعلیم کے مطابق اس کے احکام کا نفاذ کرنے والا ہے ۔

آپ فرماتے ہیں ۔ قاضی میں یہ چار خوبیاں ہونی چاہئیں سنّت کا عالم ہو۔ حلیم و بردبار ہو متقی ہو۔ مشورہ کرنیوالا ہو۔

آپ فرماتے تھے ۔ چھوٹے کے لئے بمنزلہ باپ ہو۔ بڑے کے لئے بمنزلہ بیٹے ۔ اپنے جیسے کے بھائی۔ لوگوں کو ان کے جسم کے مطابق سزا دو۔

جب آپ کو خلافت کی قبا پہنائی گئی تو آپ اس ذمّہ داری کی وجہ سے آب دیدہ ہو گئے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے مطاع و آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عشق و محبت میں، حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بہت کچھ کہا۔ نثر و نظم، اردو، فارسی، عربی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنی محبت و فدائیت کا جس طرح اظہار آپ نے کیا۔ اس سے ہر دردمند، صاحبِ ذوق بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ آپ کا دل عشق رسولؐ سے لبریز تھا۔ ہر ذرّہ میں عشق رسولؐ کی خوشبو بس چکی تھی۔ آپ ہر آن مئے عشق رسولؐ سے مخمور تھے۔ آپ کے کلام کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس حقیقت کو پرکھیئے۔ اس ایک شعر پر ہی غور کیجئے۔ اور آپ کی حبِّ رسولؐ کا تخیّل دیکھئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ہمچنیں عشقم بروئے مصطفےٰؐ ؎ دل پرد چوں مرغ سوئے مصطفےٰؐ

مجھے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات سے ایسا عشق ہے کہ میرا دل اُس اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف پرندہ کی مانند اُڑا جاتا ہے۔

چکور کے چاند سے محبّت کے افسانے بیان کرنے والو۔ بانیٔ سلسلہ کے محبوب، محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ آپ اپنے عربی کلام میں فرماتے ہیں:۔

ویحمدك الله الوحید وجندهٗ ؎ ویثنی علیك الصبح اذھو یحشو

اے میرے محبوب آپ کی تعریف تو خدائے واحد اور اس کا لشکر کرتا ہے اور صبح جب طلوع ہوتی ہے تو وہ بھی آپکی ثناء کر رہی ہوتی ہے۔ شعراء نے طلوعِ فجر اور بادِ نسیم کا کس قدر ذکر کیا ہے اور کتنے رنگوں میں کیا ہے۔ لیکن بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں میرے آقا مجھے تو طلوعِ فجر آپ کی ثناء کرتی نظر آتی ہے ـــــ اس مجسم نور کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء، سیّد الاولیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰)

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۳ء کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس نے حضور کی خدمت میں ذیل کا ایڈریس پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضور نے جن گرانقدر اور اہم ہدایات سے انصار کو نوازا۔ اُسے ادارہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیّدنا و امامنا ایّدکم اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہمارے دل اپنے ربّ کی حمد سے لبریز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کو اپنے فضل سے پھر ایک دفعہ پُورا فرمایا اور حضور کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ دُنیا کے کنارہ پر پہنچ کر دعوت الی اللہ دیں اور حضور کو سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا کے الٰہی سفر کی توفیق ملی۔ ہم ممبران انصار اللہ اس پر قادر مطلق کے شکر گذار ہیں اور حضور کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اِس تاریخ ساز سفر میں آسٹریلیا کے برّ اعظم میں حضور انور نے مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا جہاں خدائے واحد کی پرستش کی جائے گی اور جہاں سے پانچ وقت خدا اور اُس کے برگزیدہ رسول محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم کا نام بلند کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے التجاء ہے کہ وہ قادر خدا اِس ملک میں بھی عظیم الشان نیک تغیّر پیدا فرمائے اور وہاں کے رہنے والوں کو اپنے آستانہ پر لے آئے۔

پیارے آقا! حضور کی تشریف آوری پر اِن ممالک کی جماعتوں میں جو بیداری اور توجہ الی اللہ پیدا ہوئی ہے۔ خدا کرے وہ بڑھتی رہے۔ اور ساری جماعت خدا کے فضلوں کو جذب کرتی رہے ۔

سیّدنا! آپ نے ۹ ستمبر کو مسجد احمدیّہ سنگاپور میں اپنے مولا سے ہر احمدی کیلئے خصوصی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ اس دُعا کو شرفِ قبولیّت بخشے۔ ہر سینہ میں دین کی خدمت کے لئے وہ تڑپ پیدا ہو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ میں موجزن فرمائی ہے۔

ہماری آوازیں حضور کی مبارک آواز سے ہم آہنگ ہو کر بھٹکی ہوئی مخلوق کو خدا کے آستانہ پر لے آئیں۔ ہم شمعِ احمدیت کے پروانے بن جائیں۔ ہم بھی خدا کے ہو جائیں اور یہ جگ بھی خدا کا ہو جائے۔ آمین یا رب العٰلمین۔

(ممبران مجلس انصار اللہ عالمگیر)

اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے کیلئے پوری تیاری کیجئے

جو جہاد کی تیاری کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ سے پھل پاتا ہے

انصار ہمّت اور کوشش کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے استقبالیہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب بتاریخ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۳ء بمقام "مقام اجتماع انصار اللہ مرکزیہ" ربوہ

(نوٹ) یہ خطاب صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:۔

یہ تقریب ایک خاص رنگ رکھتی ہے

سب سے پہلے تو مَیں مجلس انصار اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ تقریب پیدا کی جس میں ہم باہمی محبت و اخوت کے ماحول میں اکٹھے بیٹھ کر آج کھانا کھائیں گے۔ ہر سال یہ تقریب ایک خاص رنگ رکھتی ہے اور اس میں شمولیت کا بہت لطف آتا ہے۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ مَیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے کل کے آخری خطاب میں سفر سے متعلق کچھ باتیں کروں گا پھر اس کے بعد بھی مجلس تحریک جدید کی طرف سے ایک تقریب ہے۔ اس میں بیان کرنے کے لئے بھی مَیں نے ایک حصّہ ذہن میں رکھا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے سفر چونکہ بڑا مصروف تھا اس لئے بہت سی ایسی باتیں ہیں جو پھر بھی رہ جائیں گی اور یاد آتی رہیں گی۔ اب بھی بعض دفعہ کچھ ایسی باتیں یاد آتی ہیں جن کی طرف پہلے دھیان نہیں رہا ہوتا مگر جو رپورٹیں شائع ہوں گی اُن میں انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ بہت ساری باتیں احباب کے علم میں آجائیں گی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

اَب جب ایڈریس میں یہ ذکر کیا گیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمین کے ایک کنارہ تک نہ صرف پہنچنے کی بلکہ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی تو اس پر مجھے یاد آیا کہ یہ بھی کوئی باقاعدہ سکیم کے تابع نہیں ہُوا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے از خود ایسا انتظام ہُوا کیونکہ ہمارا ارادہ وہاں جا کر محض وہ جگہ دیکھنا تھی اور دُعا کرنا تھی اس سے زیادہ کوئی تبلیغی پروگرام میرے ذہن میں نہیں تھا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد بلکہ عملاً چلنے سے پہلے ہی مجھے یہ بتا دیا گیا تھا کہ وہاں ایک سکول والوں سے ہم نے درخواست کی ہے کہ سکول میں ایک ایڈریس ہو جائے وہ چونکہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اس لئے وہاں زیادہ بڑی جگہ نہیں وہی سکول ہی ہے جو ان کی تعلیم کا مرکز ہے اور INTELLIGENTIA وغیرہ وہیں آتے ہیں تو ان کا یہ خیال تھا کہ بچّوں سے مختصراً بات کی جائے اور وہ بھی عام نیکی کی سادہ سی باتیں بچّوں کو سمجھانے کے لئے اس سے زیادہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تبلیغ پرتان ٹوٹی

لیکن جب مَیں سکول پہنچا تو ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن تمہید از خود ہی ایسی بن گئی کہ بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ پر جا کر تان ٹوٹی اور بچّوں کی زبان میں آہستہ آہستہ سمجھاتے ہوئے مَیں نے دیکھا کہ بچّوں کی آنکھوں میں بھی چمک ہے اور ماشاء اللہ وہ دلچسپی لے رہے ہیں اور جو بڑے آئے ہوئے تھے اُن میں ہندو بھی تھے اور عیسائی بھی تھے انہوں نے بڑی گہری دلچسپی لینی شروع کر دی اور کافی دلچسپ خطاب ہُوا اور وہاں سب کی طرف سے بہت دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ مَیں نے انہیں ہدایت دی کہ جو لوگ دلچسپی لے رہے ہیں اُن کے ADDRESSES لکھے جائیں اور بعد میں اُن سے رابطہ رکھیں۔ اُمید ہے کہ جماعت احمدیہ فجی اُن سے رابطہ رکھے گی۔ پس واقعۃً اس زمین کے کنارے پر خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔

جزیرہ تویونی میں جماعت کا وجود

دوسرے وہاں جا کر ہمیں یہ تعجب ہُوا کہ وہاں بھی پہلے سے ہی جماعت موجود تھی حالانکہ جماعتوں کی جو باقاعدہ رسمی فہرستیں ہمیں دکھائی گئی تھیں اُن میں جزیرہ تَویُونی (TEVUNI) کا نام نہیں تھا کہ وہاں کوئی جماعت ہے۔ مگر جب وہاں پہنچے تو وہاں باقاعدہ جماعت موجود تھی اور وہ اپنے محبت کے اظہار کے لئے ہار لے کر آئے

ہوئے تھے۔ اُن میں مرد بھی تھے عورتیں بھی تھیں اور ایک جوڑے سے متعلق تو علم ہؤا کہ وہ وہاں بڑا اچھا مبلغ ہے اور کافی تبلیغ کر رہا ہے۔ تو اُن سے مَیں نے کہا کہ آپ یہاں ہمارے باقاعدہ رضا کار مبلّغ ہیں اور ہم نے آپ سے پُوری جماعت لینی ہے تو انہوں نے بڑی محبّت اور خوشی سے کہا کہ ہاں ہم انشاء اللہ تعالیٰ تبلیغ کریں گے۔

اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے

پس اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی طرف سے جگہ جگہ انتظامات فرما رہا ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل ظاہر ہو رہے ہیں انہیں سمیٹنے کے لئے بھی تو پُوری تیاری ہونی چاہیئے۔ جب پھل پکتے ہیں تو اس وقت بھی ایک بڑی ذمّہ داری عاید ہوُا کرتی ہے۔ پھل پکتے ہیں تو بغیر محنت کے ملنے شروع ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض دفعہ صرف درخت کو جھنجھوڑنا پڑتا ہے لیکن اس پھل کو سمیٹنا اور اس سے استفادہ کرنا بھی محنت چاہتا ہے۔ یہ مُفت میں نہیں آجایا کرتا۔

چنانچہ ہم نے امریکہ وغیرہ میں دیکھا ہے کہ جب چیریز (CHERRIES) یا سٹرابری (STRAWBERRY) وغیرہ کی فصلیں پکتی ہیں تو وہاں اُن کے لئے لیبر پرابلم ہے جو اتنی مہنگی پڑتی ہے کہ پھر لوگ وہ پھل خرید ہی نہیں سکتے۔ وہ پھر ایسی لیبر لیتے ہیں جیسے سکول کے طلباء وغیرہ اور انہیں یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہاں جتنا چاہیں کھائیں وہ مفت میں ہے اور کسی کھاتے میں نہیں جاتا۔ اس طرح انہیں سستی لیبر مل جاتی ہے اور اُن کے شوق پُورے ہو جاتے ہیں۔ سارا دن ٹرپ بھی ہو گئی اور وہ پھل بھی سمیٹا اور پھر ایک ڈالر میں آپ کو ایک ٹوکری دیتے ہیں کہ اپنی مرضی سے جتنا چاہیں بھر لیں جو پھل باہر دس یا بیس ڈالر میں بھی نہیں آسکتا وہ آپ کو ایک ڈالر میں مل جاتا ہے۔ کیونکہ زیادہ محنت کی قیمت ہے۔ لہٰذا جہاں پھل بڑی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں سمیٹنا ایک مشکل بن جاتا ہے۔

تیئیس ۲۳ نئی جماعتیں

پس اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ ہمیں سمیٹنے کی توفیق ملے۔ کیونکہ جس طرح ہر جماعت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل غیر معمُولی طور پر ظاہر ہو رہے ہیں اَب تو سمیٹنے کی بڑی سخت فکر پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں یوگنڈا سے ہمارا جو وفد آیا ہے۔ جس میں امیر صاحب کراچی اور چوہدری شبّیر احمد صاحب تھے اُن سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں اس پر بڑا تعجب ہؤا کہ اکثر جماعتیں جو اس وقت وہاں موجود ہیں ان میں سے اکثریت وہ ہے جو گذشتہ چند سال کے اندر بنی اور تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ جہاں یہ وفد جاتا رہا وہاں

عیسائی بھی اور دوسرے مسلمان بھی بڑی محبّت اور شوق سے آتے رہے اور اُن کی موجودگی میں ہی بعض نے اُن سے محبت کے اظہار کئے اور یہ کہا کہ ہم تعاون کرتے ہیں. آپ یہاں آئیں. اور بعض بیعتیں بھی ہوئیں. جب انہوں نے ANALYSIS کیا تو یہ پتہ چلا کہ تیس ۳۰ میں سے تیئیس ۲۳ نئی بنی ہیں. یعنی یوگنڈا میں اس وقت تک تیس ۳۰ جماعتیں ہیں جن میں سے تیئیس ۲۳ گزشتہ دو سالوں میں بنی ہیں. تو وہاں آدمی چاہئیں. اَب مثلاً ایک مبلّغ جو وہاں کے باشندے ہیں محمد علی کائرے وہ تو یہ سارا کام نہیں سنبھال سکتے اور جو وہاں پاکستانی ہیں اُن میں بدقسمتی سے یہ رجحان ہے کہ زیادہ زبانیں نہیں سیکھتے.

زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ

مَیں نے پچھلی دفعہ بھی تحریک جدید کو کہا تھا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی بڑی دیر سے کہتے رہے اور بار بار بہت زور دیا اور بعض اوقات خفگی کا بھی اظہار کیا لیکن پتہ نہیں ہمارے مزاج میں خصوصاً پنجابی مزاج میں زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ ہی نہیں ایک پنجابی کہیں مل جائے سہی تو وہ آپس میں پنجابی بولتے ہیں. مَیں نے دیکھا ہے کہ انگلینڈ میں ایک دوست تھے جو قریبًا ۵۵ سال وہاں رہے اور جب مجھ سے ملاقات ہوئی تو وہ انگریزی کا ایک فقرہ بھی نہیں بول سکتے تھے. ہاں پنجابی ٹھیٹھ بولتے تھے. مَیں نے اُن سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ جی بات یہ ہے کہ جب مَیں یہاں آیا چھوٹی عمر تھی یعنی چودہ سال کی اور اُسی وقت سے مجھے پنجابی ماحول مل گیا اور اُس وقت سے ہم آپس میں پنجابی بولتے ہیں. پنجابی میں ہی کہا کہ "کھائے کھسماں نوں انگریزی" یہ کون سیکھے.

خطرناک رجحان

پس یہ رجحان بڑا خطرناک ہے ترقی کرنے والی قومیں جو پھیلنے اور غالب آنے والی ہیں اُن میں تو زبان کا جنون ہونا چاہیئے. جہاں وہ جائیں زبان پر توجہ دیں اور فوراً سیکھنا شروع کر دیں. اس کے لئے بچے والی ذہنیت سب سے اچھی اور مفید ہوتی ہے. بچّے کی ذہنیت خدا تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ اس میں کوئی تکلّف نہیں اُسے شرم کوئی نہیں ہے جیسا وہ سُنتا ہے ویسا ہی بے تکلفی سے بول دیتا ہے. شروع میں توتلی زبان بولتا ہے لیکن وہ سُننے والوں کو بڑی پیاری لگتی ہے. جو لوگ نئی زبانیں سیکھتے ہیں اس قوم کے لوگ جن کی وہ زبان ہے وہ اس پر ہنستے نہیں بلکہ اُن پر انہیں بڑا پیار آتا ہے.

مَیں نے بعض دفعہ اپنے لوگوں کو کہا کہ جب ہمارے عثمان چینی صاحب نئے نئے آئے تھے تو وہ دو چار

فقرے ٹیڑھے میڑھے بولتے تھے تو اُن پر بڑا پیار آتا تھا۔ مگر پنجابی سمجھتا ہے کہ میری بے عزتی ہوگی اور یہ لوگ مجھ پر ہنسیں گے وہ اپنے آپ کو غلط انگریزی یا دوسری زبان غلط بولنے کے لئے تیار ہی نہیں پاتا۔ یہ ایک نفسیاتی COMPLEX ہے۔ حالانکہ نئی زبان چاہیے جس قوم کی بھی ہو وہ دوسرے کے لئے بہرحال غیر زبان ہے قوم والے تو آپس میں حقارت نہیں کرتے وہ خود ہی ایک دوسرے کی نظروں سے شرمندگی سے بچنے کے لئے علم سے محروم رہ جاتے ہیں۔

زبان بولنے سے آتی ہے

چنانچہ مَیں نے پچھلی دفعہ انگلستان میں لوگوں سے کہا کہ مَیں انگریزی بولتا ہوں اس پر مجھے کوئی عبور نہیں ہے۔ کوئی ملکہ نہیں ہے۔ مَیں ہمیشہ تھرڈ کلاس سٹوڈنٹ رہا ہوں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے ایک فرض ڈالا ہے اس لئے مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی جہاں تک اظہار بیان کا سوال ہے مجھے اتنا پتہ ہے کہ مَیں بالآخر کر لیتا ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ہے۔ آپ بھی اسی طرح کریں۔ آپ کیوں شرماتے ہیں۔ چنانچہ بعض مبلغین جو پہلے اردو بولا کرتے تھے انہیں مَیں نے مجبور کیا اور کہا کہ اب آپ کو حکم ہے کہ آپ نے اُن مجالس میں جن میں کوئی انگریز آیا ہو اردو نہیں بولنی نتیجۃً وہ جو آتے رہے ہیں وہ سرک بھی جاتے رہے ہیں وہ سمجھتے تھے کہ یہ ان لوگوں کی جگہ ہے اب بھی بعض ملکوں سے اس واضح ہدایت کے باوجود ابھی پچھلے ہفتہ مجھے بعض شکائتیں ملی ہیں کہ آپ کے مبلغین اپنی زبان بولتے ہیں۔ جب مجلس لگتی ہے۔ تو پنجابی یا پاکستانی آپس میں باتیں شروع کر دیتے ہیں اور ہم لوگوں کو ایک طرف باہر رکھا ہوتا ہے جس طرح ہم اپنے مُلک میں بھی غیر ملکی ہیں۔ بعض یہ عجیب ہے کہ ایک تو آپ اُن کے دل جیتنے جائیں اور پھر سلوک یہ کریں کہ اپنے ملک میں وہ غیر ملکی محسوس ہوں پھر وہ پیچھے ہٹنے لگ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں میں ایک سے زائد ایسے خط آئے ہیں تو اس وقت تحریک جدید کے صدر اور وکیل علیٰ بھی موجود ہیں وہ اس پہلو سے بھی یہ بات نوٹ کریں۔

مرکز میں ایسے آدمی ہونے چاہئیں

آپ سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ زبانیں سیکھئے۔ جتنے انصار ہیں آپ کی عمر ایسی نہیں ہے کہ آپ سیکھ نہ سکیں۔ پس آپ کو خدا تعالیٰ نے جو بچپن کا ملکہ عطا فرمایا ہے وہ حاصل کر لیں اور سیکھنے میں بے تکلف ہو جائیں۔ کوئی شرم محسوس نہ کریں ٹوٹے پھوٹے جتنے فقرے سیکھے جاتے ہیں بے شک سیکھیں اور انہیں بولیں اور اپنے لئے زبانیں چنیں کیونکہ اب اگر آپ کو باہر جانے کی توفیق نہ ملے تو باہر والوں نے تو یہاں آنا ہی آنا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے رُخ پڑ چکا ہے وہ دن بدن پھیلتا چلا جائے گا انہیں سنبھالنے

کے لئے مرکز میں ایسے آدمی ہونے چاہئیں جو اُن کی زبانیں جاننے والے ہوں اور بول سکتے ہوں۔

انصاراللہ کو مہم چلانی چاہئیے

پس انصاراللہ کو یہ مہم چلانی چاہئیے اور کوشش کریں کہ کوئی نہ کوئی زبان آجائے۔ اگر باہر کی نہیں سیکھ سکتے تو اپنے ملک کی دوسری زبانیں سیکھئے۔ سندھ میں ہمارے مربّی ہیں اور اکثر ایسے ہیں جنہیں سندھی نہیں آتی وہ کام کس طرح کریں گے۔ کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض کو تو آتی ہے لیکن ایک بڑی تعداد ایسی ہے کہ اُن کی پوسٹنگ میں یہ پرابلم بن جاتی ہے تو انجمن کو بھی چاہئیے کہ اپنے مربیوں کی زیادہ دلچسپی کے ساتھ نگرانی کرے۔ اگر آپ نے تیاریاں نہ کیں تو یہ پھیلتے ہوئے کام آپ سے سمیٹے نہیں جائیں گے۔ جو جہاد کی تیاری کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ سے پھل پاتا ہے۔ اُسی کو پھر ہمّت کی توفیق ملتی ہے ورنہ ایسے وقت میں پکڑا جاتا ہے کہ تیاری نہیں ہوتی۔ وقت باہر جانے کا آتا ہے اور وہ ابھی جوتیاں تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ تو پھر وہ لوگ ایسے موقعوں سے پیچھے رہ جایا کرتے ہیں اب چونکہ TEMPO تیز ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ساری دنیا میں انقلابی تبدیلیاں پیدا فرما رہا ہے۔ اس لئے اب انصار میں کوئی بڈھا نہیں رہنا چاہئیے سارے جوان ہوں ماشاءاللہ۔ اور ہمّت اور کوشش کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ راہنمائی فرمائے اور حوصلے اور طاقتوں میں وسعتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

ہمارا عقیدہ

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں :-

"ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کی ذات پاک ہے اور تمام عیوب سے منزّہ ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ کوئی عیب نہیں جو اس میں پایا جاتا ہو۔ اور کوئی خُوبی نہیں جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ اس کی قدرت لا انتہاء ہے۔ اس کا علم غیر محدود ہے۔ اس نے ہر ایک شے کا احاطہ کیا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جو اس کا احاطہ کر سکے۔ وہ اوّل، وہ آخر ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ وہ باطن ہے وہ خالق ہے جمیع کائنات کا اور مالک ہے کل مخلوقات کا۔ اس کا تصرّف نہ کبھی پہلے باطل ہوا نہ اب باطل ہے۔ نہ آئندہ باطل ہوگا۔ وہ زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں۔ وہ قائم ہے۔ اس پر کبھی زوال نہیں۔" (دعوت الامیر صفحہ ۱)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیرونی دورہ ۱۳۶۲ہش / ۱۹۸۳ء کی چند تصاویر



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فجی کے جزیرہ تویونی (TAVEUNI) میں واقع ڈیٹ لائن پر مرکزی وفد اور احباب فجی کے ہمراہ



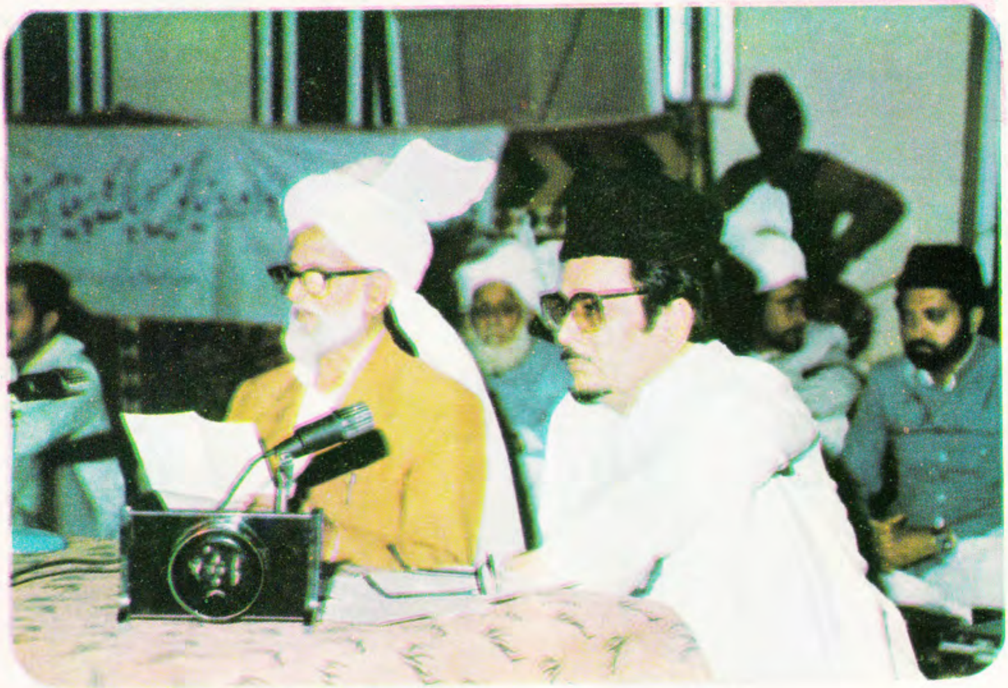


حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ اپنے دَورہ کے دوران سنگاپور میں احباب جماعت کے ساتھ



ملائشیا کے ایک انصار بھائی مکرم حسن حاجی نُور صاحب حضور کا استقبال کر رہے ہیں

مرکزی سالانہ اجتماع انصار اللہ ۱۳۶۲ہش / ۱۹۸۳ء کے چند مناظر



مکرم مرزا عبدالحق صاحب تقریر فرما رہے ہیں



مرکزی عہدیداران عشائیہ میں



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک انصار سائیکل سوار کو انگوٹھی پہنا رہے ہیں



ایک نو احمدی دوست قبولِ احمدیت کی داستان سُنا رہے ہیں

امامِ ہمام کی ہم سے توقعات

اس مضمون میں دس جون ۱۹۸۲ء سے لے کر ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء تک کے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات پیش کئے جا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ آپ کے ارشادات کے آئینہ میں ہم اپنے اعمال کا موازنہ اور محاسبہ کریں ۔ (ادارہ)

دس جون ۱۹۸۲ء

دس جون بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا انتخاب بطور خلیفۃ المسیح عمل میں آیا۔ پہلے روز قریباً پچیس ہزار احباب نے آپ کی بیعت کی۔ (ضمیمہ الفضل دس جون ۱۹۸۲ء)

اسرائیل کے مظالم کی مذمت

الفضل کی نسبت سے پہلا بیان جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے شائع ہوا وہ فلسطینیوں کی ہمدردی میں شائع ہوا اور اسرائیل کے بھیانک اور بہیمانہ مظالم کے بارہ میں تھا، اس میں آپ نے فرمایا:۔

"میں تمام احمدی احباب مرد و زن بوڑھوں اور بچوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ بڑے درد و کرب سے اللہ کے حضور ایک شور مچا دیں کہ تا وہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہر فرد بشر پر رحمت اور کرم کی نظر فرمائے۔ اور اپنے آنسوؤں سے سجدہ گاہوں کو تر کر دیں اور اپنے ربّ کی رحمت کے قدم چوم کر عرض کریں۔ اے آقا رحمٰن و رحیم! ہمارے سینے اس غم سے پھٹ رہے ہیں۔ اُمّتِ محمدیہ سے درگذر اور عفو کا سلوک فرما۔ اور اپنے محبوب محمدؐ کے نام کی برکت سے ان کے دشمنوں کو ذلیل و رُسوا کر دے۔ اور ان کمزوروں کو دشمنانِ اسلام کے خلاف طاقت اور غلبہ عطا فرما۔" (الفضل ۱۳ر جون ۱۹۸۲ء)

تجدید بیعت اور اعمالِ صالحہ کا مفہوم:۔ گیارہ جون کو جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کے دورِ خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ تھا، آپ نے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کی اس رحمت پر شکر کرنا ایک ابدی اور لازوالی پہلو ہے۔ یہ کسی فرد کے ساتھ وابستہ نہیں۔ یہ تو منصبِ خلافت سے وابستہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے کہ دیکھو اللہ وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں خلیفہ عطا کرے گا۔ مگر اس کے ساتھ تم پر بھی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ انعام اسی کو ملتا ہے۔ جو دن رات اعمالِ صالحہ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنی زندگیوں کو اعمالِ صالحہ کے سانچے میں ڈھال دو۔"

اسی خطبہ میں حضور نے فرمایا:۔

" مجھے یوں لگا جیسے میں کل مرچکا ہوں اور ایک نیا وجود پیدا ہؤا ہے۔ ایک ہاتھ کی طرح گرنے اور اُٹھنے کے لئے نظم و ضبط کا مظاہرہ کرکے اور تمام لوگ نیکیوں میں تعاون کرکے کوشش کریں گے کہ ہر جگہ خدا کے پیار اور اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن کریں گے۔ جھگڑے اور فساد مٹا دیں گے۔ اور اس دُنیا میں جنت قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔" (الفضل ۱۳ جون ۱۹۸۲ء ص۳)

اس خطبہ میں حضور نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ ہم اپنی زندگیوں کو اعمالِ صالحہ کے سانچے میں ڈھالیں۔ کہ ایمان کا درخت اعمالِ صالحہ کے پانی سے پرورش پاتا ہے۔

سب سے پہلا خطاب حضور کا بیعت کے معًا بعد مسجد مبارک میں یہ تھا جس میں افرادِ جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ اس ذمہ داری اور بوجھ کو اٹھانے کے لئے خدا سے توفیق طلب کرو۔ دس جون کے اس پہلے خطاب میں خدا کا پیارا بندہ اپنے پروردگار کے حضور آپ کے حقوق کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے۔ اور خدا کے حضور دست بدعا ہے۔ آپ نے اس تاریخی موقعہ پر فرمایا:۔

" اپنے لئے بھی دُعا کریں اور میرے لئے بھی دُعا کریں۔

رَبّنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنّا، واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكافرين ۔

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بسترِ مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آتا ہے اللھم لا لی ولا علیّ میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی۔ اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی ہولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصوّر سے کانپ رہا ہے کہ میرا ربّ مجھ سے راضی رہے۔ اس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اُس کی رضا پر چلنے

کا اہل ہوں۔ اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر میں نہ سوچ سکوں نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔" (الفضل ۱۹، جون ۱۹۸۲ء)

دوسرے جمعہ میں ایک خوشخبری

یہ اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو حسبِ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کی نعمت سے نوازا۔ اور یہ اس کا احسان ہے کہ جماعت نے اس خدائی نعمت کی صحیح معنوں میں قدر کی۔ اس میں حضور نے جماعت کو خوشخبری سنائی۔ فرمایا:-

"میں خوشخبری دیتا ہوں کہ آئندہ خلافت کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت احمدیہ بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ اب کوئی بدخواہ خلافت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔ حضور نے فرمایا دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آخری سانس تک راضی رہے اور جب ہم جان دیں تو وہ ہم پر محبت کی نظر ڈال رہا ہو۔" (الفضل ۲، جون ۱۹۸۲ء)

خلیفۃ المسیح الرابع کا رمضان المبارک میں پہلا درسِ قرآن

سزاوارِ حمد کون؟ — ۲۳، جون یکم رمضان المبارک بعد نمازِ فجر مسجد مبارک میں الحمد للہ رب العلمین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"سب سے بڑا دھوکا انسان کو یہ لگتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ حمد میرے لئے ہے حالانکہ ساری کی ساری تعریف جس سے کچھ باہر نہیں صرف اللہ کے لئے ہے۔ حمد میں خود کو شریک کرنا ایک ایسا شرک ہے جو انسان کے سارے اعمال کو تباہ کر دیتا ہے۔" (الفضل ۲۷، جون ۱۹۸۲ء)

"جہاں بھی دل اللہ کی حمد سے خالی ہوگا۔ بے سکونی لاحق ہو جائے گی۔ جب بھی کوئی شخص ربوبیت سے تعلق توڑے گا تو وہ کبھی اُس مقام پر نہیں رہے گا جس پر ربوبیت نے اُسے نہیں رکھا۔ ربوبیت سے رُوٹھ کر ہمیشہ تنزل ہوگا۔ اس لئے حمد ساری کی ساری خدا کے لئے ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۲۷، جون ۱۹۸۲ء)

آپ کا مقصود حصول تقویٰ ہو

۲۵ جون کے خطبہ میں جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے آپ نے مومن کے بنیادی وصف اور نیکیوں کی جڑ تقویٰ کی طرف توجہ دلائی :-

" قرآن مجید کی رُو سے اسلامی نظریہ قیادت میں تقویٰ کو مرکزی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ہے ۔ جب تقویٰ کا معیار بلند ہوتا چلا جائے ۔ تو اس میں مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ دُنیا کی تعداد از خود کھینچی چلی آئی ہے " (الفضل ۵ جولائی ۱۹۸۲ء)

خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا ۔ احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی ۔

پس ہماری یہ دُعا ہونی چاہیئے ۔ آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے آپ اپنے ربّ کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے ۔ ایسا تقویٰ جو اُس کی نظر میں قبولیت اور اس کی بارگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو ۔

یہ حدیث بھی آپ لائے :-

اُوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعۃ (ترمذی ابواب العلم)

مالی سال کا آخر

جون کے آخر میں مالی سال کا اختتام ہوتا ہے ۔ اس موقع پر آپ نے اسی سال کے بجٹ پر تیس لاکھ سے زیادہ وصول ہونے پر فرمایا :-

" اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین خرچ کی بھی توفیق دے ۔ امانت اور دیانت سے کام کرنے والے ہوں ۔ خدا کی خاطر کام کرنے والے ہوں اور یہ روپیہ ایسی برکتیں لائے ۔ جو دُنیا کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں ۔

حضور نے فرمایا ۔ اللہ کے ہاں روٹی ، کپڑا ، یا قربانی کا گوشت وغیرہ نہیں پہنچتا ۔ صرف تقویٰ پہنچتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ساری پاک چیزیں جو قبولیت کا دیتی ہیں اس روپے میں

شامل ہیں۔ (الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۸۲ء)

خلفاء میں باہم مقابلہ نہ کیجئے

۲ جولائی کے خطبہ میں حضور نے فرمایا:۔
ہر انسان کے طرزِ عمل کا ایک انفرادی سانچہ ہوتا ہے اور اس کا عمل اس میں ڈھلتا ہے اور تمام خلفاء سنّت محمد مصطفیٰ کے ایک ہی رنگ میں رنگین تھے۔ تاہم ان کا اپنا الگ الگ رنگ بھی تھا۔ جو لوگ اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ بعض دفعہ نادانی میں خلفاء کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کا مقام کیا ہے۔ اس کے کاموں میں دخل دینا جہالت ہے۔

تعلّق باللہ۔ اخلاقی معیار کی بلندی

کارکنوں سے پہلی ملاقات ۱۴ احسان/جون کو آپ نے فرمائی اس موقع پر آپ نے کارکنوں سے اللہ سے تعلق پیدا کرنے اور اخلاقی معیار بلند کرنے کے لئے فرمایا۔
"سلسلہ کے کارکنوں میں تعلق باللہ کی روح قائم رکھنے والے دو اقدامات مسلسل جاری رہنے چاہئیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اخلاقی معیار کو بلند کریں۔"
(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

اس سلسلہ میں فرمایا۔ دفاتر میں چائے کے دَور نہ چلیں ــــ تنقید ہوتی چاہیئے ـــ غلط نمونہ پیش کرنے والے کارکنان سلسلہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس اَمر کی نگرانی کی جائے۔

اطاعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فداہ ابی و امی نے اطاعت کی بہت تاکید فرمائی۔ بعض احادیث کی رُو سے آپ اس بارہ میں صحابہ سے بیعت لیا کرتے تھے کہ ہم سُنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اولی الامر سے جھگڑا نہ کریں۔ اس بارہ میں ۱۶ جولائی کو حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔
دُعا کی قبولیت کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبّیک کہا جائے۔ کامل اطاعت کا حق ادا نہ کرنے والے کے حق میں خلیفۂ وقت کی دُعا بھی قبول نہیں ہوگی۔

حدیث کا پہلا درس

حدیث کا پہلا درس جو رمضان میں آپ نے دیا اُس میں فرمایا :-

"اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ ڈرنے والوں کا اللہ خود کفیل ہو جاتا ہے۔ جو اپنی بھوک پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کے رزق میں اللہ تعالیٰ نہ ختم ہونے والی برکات رکھدیتا ہے۔

•۔ دوسرے روز کے درس میں فرمایا۔ جب تک دُنیا سے شرک نہ مٹادیں۔ احمدی چین سے نہ بیٹھیں۔

•۔ تیسرے روز فرمایا۔ احمدیوں کو جھوٹ کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔

•۔ چوتھے روز مخلوق سے پیار کے اللہ پیار کا مستحق بنادیتا ہے۔ (الفضل ۲۱ جولائی ۱۹۸۲ء)

•۔ رمضان المبارک کے آخری روز فرمایا۔ سورۃ اخلاص توحید باری تعالیٰ کا کامل ترین چارٹر ہے۔ قرآن کریم کے مطالب لامحدود ہیں۔ اس خزانے کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کوشش کرے۔" (الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۸۲ء)

پہلا خطبہ عید

پہلے خُطبہ عیدالفطر میں فرمایا :-

"عید پر نئے اور اچھے کپڑے پہننا سُنّت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ عنداللہ لباس التقویٰ قرار پا سکیں۔

جس نے رمضان المبارک سختی اور عبادت میں گذارا اس کے کپڑوں پر آج ربّ کی محبّت کی نظر پڑے گی۔

باشرح چندے

۲۳ جولائی کو خطبہ جمعہ میں احباب کو تاکید کی۔ آپ نے اس موقع پر شرح کے مطابق چندے نہ دینے والوں کو انتباہ فرمایا :-

"معیار سے کم قربانی پیش کرنا اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ برکتیں چھین لیتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے سے نہ ڈرو کیونکہ یہی آمد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔"

مبلّغین کو نصیحت

:- عیدالفطر سے اگلے روز تبشیر نے مبلّغین کو دعوتِ چائے پر بلایا تھا حضور نے

(باقی صفحہ پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خندہ پیشانی

یہ مقالہ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف نے سالانہ اجتماع کے موقع پر پڑھا۔ (ادارہ)

محدثین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت پر بہت قابل ستائش کام کیا ہے۔ امام زرقانی نے قریباً سو صفحات پر مشتمل ایک باب قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت کے بارہ میں بہت قابل قدر مواد جمع کیا ہے۔ اس میں ایک عنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خلقی اور خندہ پیشانی کے بارہ میں ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابواب البرّ و الصلۃ یعنی نیکی اور باہم تعلقات کے تحت ایک باب بعنوان باب مَا جاءَ فی طلاقۃِ الوجہ قائم کیا ہے۔ اس میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ معروفٍ صَدَقَۃٌ وَاِنَّ مِنَ المَعرُوفِ اَن تَلقَیٰ اَخَاکَ بِوَجہٍ طلیقٍ۔ کہ ہر اچھی بات ایک نیکی ہے اور یقیناً یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی اور کھلے چہرے سے ملے۔ نہایہ ابن اثیر میں اس کے معنی یہ کئے گئے ہیں۔ تکلّم اَخاکَ وَاَنتَ طَلیقٌ اَی مُستَبشِرٌ مُنبَسِطُ الوَجہِ و طلیقٌ اَی مُنبَسِطُ الوَجہِ مُتَہَلِّلَۃ کہ چہرہ سے بشاشت ٹپکتی ہو اور خوشی کا اظہار ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین کا دل خدا کے خوف اور محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہ غم کہ یہ لوگ کیوں اپنے خدا کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ہدایت کو اختیار نہیں کرتے اس کے علاوہ آخرت کا تصوّر یہ ایسے بوجھ ہیں کہ اگر خدا کی مدد ان کے شامل حال نہ ہو تو دل بیٹھ جائے۔ جگر پھٹ جائے۔ بے شک ان تمام ذمّہ داریوں اور تفکّرات کا نتیجہ یہ ہونا چاہئیے کہ انسان منوں بوجھ تلے دبا ہوا ٹھنڈی آہوں اور سسکیوں میں مبتلا ہو۔ لیکن اللہ کی صفات کے یہ مظاہر گوں ناگوں صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اگر انہیں ایک طرف فکر فردا ہوتا ہے تو دوسری طرف الٰہی بشارات اور امیدوں سے ان کا دل معمور ہوتا ہے۔ پیدا ہونے والے غموں کو مستقبل کی نوید دُور کرتی ہے۔ اور دوسری طرف مخلوق کے بمنزلہ باپ ہوتے کے ان کی شفقت و محبت بھی عجیب رنگ رکھتی ہے وہ اپنی اُمّت اور ملنے والوں کے دلوں میں جہاں خدا کی محبت پیدا کرتے اور اس کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔ وہاں اُن کے لئے وہ عین راحت و خوشی

کا موجب بھی ہوتے اگر باپ کی مانند وہ تربیت کرتے ہیں تو ماں کی طرح وہ شفقت بھی کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب کسی نے سوال کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم جب گھر میں تشریف لاتے تو آپ کی کیفیّت کیا ہوتی تو حضرت عائشہ رض نے جواب دیا اِذَا خلاَ فی بیتہٖ کان اَلْیَنَ النَّاسِ بَسّامًا ضَحّاکًا ...... جب حضور گھر ہوتے تو طبیعت میں از حد نرمی اور چہرہ مبارک پر تبسم ہوتا اور اس سے ہنسی خوشی ٹپکتی نظر آتی ۔ (زرقانی جلد ۴ ص ۲۶۳)

یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ آپ اس طرح قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے کہ سارا منہ آپ کا کھلا ہو اور داڑھیں نظر آتی ہوں۔ محدثین نے اس بحث کو بھی اُٹھایا ہے اور اس کی تشریح بھی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی چہرہ کی یہ خندہ پیشانی ان کے ایمانی قوّت کی آئینہ دار تھی۔ اور یہ خندہ پیشانی صرف اہل بیت ہی کے لئے محدود نہ تھی حضرت عائشہ رض بیان فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک آدمی نے ملاقات کی اجازت چاہی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ یہ اچھا آدمی نہیں۔ لیکن جب وہ آیا اور بیٹھ گیا تو حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خندہ پیشانی اور مسکراتے چہرے سے اس کا استقبال کیا اور جب تک وہ موجود رہا آپؐ کے چہرہ پر مسرت و انبساط کی کیفیّت طاری رہی۔ حضرت عائشہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ جب اس نے اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ یہ آدمی اچھا نہیں لیکن جب وہ آیا تو آپؐ اسے بڑے خندہ پیشانی سے ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے جواب دیا عائشہ! تو نے مجھے سخت اور دُرشت رُو کب پایا۔ انبیاء علیہم السلام کی مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور خیر خواہی مادر مہربان کی سی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا سلوک ان سے اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح ماں کا بچّوں سے اور ماں کے سلوک کا زیادہ حصّہ شفقت اور محبت سے ہی پُر ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا حضرت عائشہ رض کے ساتھ یہ واقعہ تو سب جانتے ہوں گے۔ کہ جب سفر کے دوران حضرت عائشہ رض سے دوڑ میں مقابلہ ہوُا۔ تو حضرت عائشہ رض بوجہ اپنے دُبلے پتلے جسم کے حضورؐ سے دَوڑ میں آگے بڑھ گئیں۔ پھر کچھ مدّت کے بعد مقابلہ ہوُا اَب حضرت عائشہ رض کا جسم بھاری ہو چکا تھا۔ آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سبقت لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا عائشہ یہ اس کا بدلہ ہے۔ یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ مذاق اور خوش مزاجی کا پتہ چلتا ہے۔

ایک اور واقعہ جو بہت کم احباب نے سُنا ہوگا۔ وہ بھی امام زرقانی نے اسی عنوان کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت امّ المومنین عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ مَیں نے گوشت کی یخنی نکال کر اس میں کچھ آٹا ملا کر اسے پکایا۔ عرب میں یہ بڑا قوی اور زود ہضم مشروب تھا۔ جسے خزیرہ کہتے تھے۔ حضرت امّ المومنین سودہ رض بھی وہیں تھیں اور ہم دونوں کے درمیان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم تھے۔ مَیں نے کہا سودہ آو کھاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ مَیں نے پھر

اصرار کیا۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ مَیں نے پھر کھانے پر اصرار کیا اور کہا آپ بھی اگر تم نہیں کھاؤ گی تو مَیں اسے تمہارے مُنہ پر مَل دُوں گی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ مَیں نے خزیرہ لے کر اُن کے مُنہ پر لیپ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو ہنس پڑے۔ آپؐ نے اپنی ران حضرت عائشہ پر رکھ دی اور فرمایا سَودہ اَب تم عائشہ کے مُنہ پر یہ مَل دو۔ چنانچہ سودہ نے بھی از راہِ مذاق ایسا ہی کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے۔ (زرقانی جلد ۴ صـ۲۷۱)

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد امام زرقانی لکھتے ہیں: "خلاصہ کلام یہ کہ جو شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیرت پر غور کرے گا جس کا تعلق آپؐ کے اہل و عیال، ساتھیوں، غریبوں، یتیموں، بیوگان، مہمانوں اور مسکینوں سے تھا۔ اسے علم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے نرم دل اور اتنے خوش خُلق تھے کہ اس سے بڑھ کر تصوّر ہی نہیں کیا جا سکتا"۔ اس ضمن میں احادیث میں ایک بڑا مشہور واقعہ آیا ہے۔ جب آپؐ نے اپنے ایک مخلص دیہاتی مزدور کو بازار میں کام کرتے دیکھا تو دبے پاؤں پیچھے سے جا کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے ہاتھ ٹٹولا۔ جب اسے محسوس ہُوا کہ یہ تو میرے وہی محبوب آقا ہیں تو اُس نے اپنی کمر آپ کے جسم مبارک سے رگڑنی شروع کر دی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے جسم کے ساتھ بھینچ لیا اور فرمایا لوگو میں ایک غلام بیچنا چاہتا ہوں کوئی ہے لینے والا۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی حضور کے پاس گھی اور شہد کا تحفہ لاتا تھا۔ وہ حضور سے قیمت نہ مانگتا تھا۔ اس کا مالک آتا قیمت کا مطالبہ کرتا اور کہتا کہ اس کی قیمت دیجیئے۔ حضور تبسّم فرماتے اور اس شخص کو کہتے کیا تم نے مجھے ہدیہ نہیں دیا تھا تو وہ کہتا میرے پاس ہدیہ کی توفیق کہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اس کی قیمت ادا کر دیتے۔ یہ ملازم مکاتب تھا۔ مکاتب وہ غلام ہوتا ہے جو مالک سے اپنی قیمت مقرر کروا کر قسطوں میں ادا کرتا ہے۔

خوش مزاجی اور خندہ پیشانی کی وجہ بیان کرتے ہوئے شارحین حدیث نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے مزاح فرماتے کہ لوگوں کو آپ کی پیروی کا حکم تھا۔ اگر حضور خندہ پیشانی اور بشاشت کا اظہار نہ کرتے۔ آپ کے ماتھے اور چہرہ پر تُرش رُوئی کا اظہار ہوتا تو مجلس میں اس سے ایک تکلیف دہ کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اس لئے حضور خوش مزاج تھے اور مزاح سے کام لیتے تھے تاکہ لوگوں میں ایک شگفتگی اور خوشی پیدا ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے اس کا سبب یہ بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ہیبت، جلال اور رعب عطا فرمایا تھا۔ اس لئے حضورؐ لوگوں سے متبسّم رہتے اور ہلکا پھلکا مزاح کرتے تاکہ مجلس میں کچھ بے تکلّفی اور رونق پیدا ہو۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رض کی خالہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ!

دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے جنّت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا یا اُمِّ فلاں جنّت میں بڑھیا عورت نہیں جائے گی۔ اس پر وہ بہت ملول ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے بتا دو کہ جنّت میں بڑھیا عورت نہیں جائے گی بلکہ جوان ہو کر جائے گی۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی سواری دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں مَیں تجھے اُونٹنی کا بچّہ سواری کے لئے دے دُوں گا۔ اُس نے تعجّب کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا بھلے آدمی! اُونٹ بھی تو اُونٹنی کا بچّہ ہی ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے خادم حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہم سے مل کر محبّت کی باتیں کرتے تھے۔ اور چہرہ پر خندہ پیشانی ہوتی تھی۔ حضرت انسؓ کے ایک چھوٹے بھائی تھے جنہوں نے ایک چھوٹا پرندہ پال رکھا تھا۔ وہ مر گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم بڑی مسجع عبارت میں اس کی کُنیت استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یا اَبَا عـمـیر! مافَعَل النغیر — ابوعمیر تیری چڑیا کو کیا ہُوا؟

اسی طرح بچّوں کے بارہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم انہیں اپنے پاس بٹھاتے ان سے مزاح کرتے۔ انہیں اپنی گود میں بٹھا لیتے۔ اس خوش مزاجی کی ایک وجہ یہ بھی شارحین نے بیان کی کہ اللہ کے ذکر میں مشغولیّت اور مہمّات دینیہ کے تفکّرات کے ساتھ خوش طبعی اور خندہ پیشانی ضرور رہنی چاہیئے تا طبیعت پر غیر معمولی بوجھ نہ ہو۔ اور مسرّت و شادمانی رخصت نہ ہو۔

صحیح بخاری کے حوالہ سے امام زرقانی لکھتے ہیں کہ میرا علم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے ساتھیوں، اہل وعیال، قریب اور دُور رہنے والوں سے ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے اور کبھی کبھی چھوٹے اور بڑوں سے آپ مذاق بھی کرتے۔ لیکن وقت کے تقاضوں کو کبھی نظر انداز نہ کیا کہ مزاح کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے اس خندہ پیشانی کی ایک اور وجہ بھی سامنے آتی ہے جیسے علمائے اُمّت نے بیان کیا ہے کہ حضورؐ کے مجلس کا ایک یہ اثر بھی ہوتا تھا کہ دُنیا سے بے رغبتی رہتی تھی اور آخرت کا تصوّر غالب رہتا تھا۔ اگر یہی کیفیت سارا وقت دل و دماغ پر حاوی رہے تو انسانی جسم اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر یہ سلسلۂ مزاح و خوش خلقی نہ ہو تو انسانی دماغ ہر وقت غم و فکر میں ہی ڈوبا رہے۔ بے شک یہ تصوّر بھی مذہب کی جان ہے لیکن تُرش رُوئی اور ہر وقت چہرے پر تیوریوں کا چڑھا رہنا بھی ایک مومن کے شان شایاں نہیں ہے بالخصوص وہ طبقہ جس کا تعلق اور دائرہ عمل عوام الناس سے ہو۔ چہرہ پر مسرت و شادمانی کا ہونا شیوۂ مومناں ہے اور دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ چہرہ پر خندہ پیشانی ہو اور مسکراہٹ کھیل رہی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت

یہ مقالہ مولانا محمد احمد جلیل صاحب ناظم قضاء نے مرکزی اجتماع منعقدہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر پیش کیا

شجاعت کا وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے۔ عزم، استقلال، حق گوئی، راست گفتاری اور وسعتِ حوصلہ اور تمام اوصافِ حسنہ کا سرچشمہ شجاعت ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں خطرات و مصائب اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے۔ لیکن کبھی آپ کی پامردی اور ثباتِ قدم نے لغزش نہیں کھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کی جوانمردی اور بہادری مشہور ہے اور کئی جنگی مہمات انہوں نے سر کیں۔ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ بدر میں جب زور کا رَن پڑا تو ہم لوگوں نے آنحضور ہی کی آڑ میں آکر پناہ لی۔ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ اس روز مشرکین کی صف سے آپ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت اور دلیری کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے۔ لوگ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھ کر نکلا۔ وہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جلدی میں آپ نے اس کا بھی انتظار نہ کیا کہ گھوڑے پر زین کسی جائے۔ گھوڑے کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہو کر آپ تمام خطرہ کے مقامات میں گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ (صحیح بخاری)

غزوۂ حنین میں ہوازن قبیلہ کے بے پناہ تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگ نکلی۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چند جاں نثاروں کے ساتھ بدستور میدان میں کھڑے رہے۔ آپؐ بار بار اپنے خچر کو ایڑ لگا کر آگے بڑھانے کا ارادہ فرماتے۔ لیکن جاں نثار روک بن جاتے۔ اس وقت دشمنوں کی یلغار کا نشانہ صرف آپ کی ذات تھی۔ اس کے باوجود پائے اقدس میں لغزش نہیں ہوئی۔ آپؐ نہایت اطمینان سے اور چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان میں جمے رہے اس وقت زبان مبارک پر یہ رجز جاری تھا۔

انا النبی لاکذب	انا ابن عبد المطلب

مَیں پیغمبرِ صادق ہوں، مَیں فرزندِ عبدالمطلب ہوں۔

حضرت براء اس معرکہ میں شریک تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کیا تم لوگ حنین میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ جواب دیا ہاں یہ سچ ہے کہ ہمارے پاؤں اُکھڑ گئے تھے۔ لیکن مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ خدا کی قسم جب لڑائی پُورے زور پر ہوتی تھی۔ ہم لوگ آپؐ ہی کے پہلو میں آکر پناہ لیتے تھے۔ ہم میں سب سے بہادر وہ شمار ہوتا تھا جو آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ (صحیح مسلم)

جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم ایک نڈر جوانمرد اور بہادر سپاہی تھے آپؐ نہایت دلیر کمانڈر اور حربی سپہ سالار بھی تھے۔

جنگِ بدر میں جب دونوں فوجیں میدان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھیں مسلمانوں کے گشتی دستہ نے قریش کے ایک حبشی غلام کو پکڑ لیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اس غلام سے پوچھا کہ مشرکین کی فوج کی تعداد کتنی ہے۔ اس نے کہا کہ صحیح تعداد تو نہیں بتا سکتا۔ البتہ یہ بتا سکتا ہوں کہ روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک ہزار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ رؤساءِ قریش میں سے کون کون ساتھ ہیں۔ اُس نے عتبہ، شیبہ، ابوجہل، عقبہ وغیرہ تمام بڑے بڑے سرداروں کے نام لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

ھٰذا مکّۃ قد القت الیکم افلاذ کبدھا۔

دیکھو! مکّہ نے تمہارے سامنے اپنے جگر گوشے نکال کر ڈال دیئے ہیں۔ یہ الفاظ جو آپؐ کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلے، جہاں نہایت دانشمندانہ تھے۔ آپ کی جرأت اور عالی ہمتی کے بھی آئینہ دار تھے۔ بجائے اس کے کہ قریش کے اتنے نامور رؤسا اور بہادروں کا ذکر آنے سے کمزور اور بے سازوسامان قلیل التعداد مسلمان بے دل ہوتے۔ ان الفاظ نے ان کی قوّتِ متخیلہ کو اس طرف مائل کر دیا کہ ان سردارانِ قریش کو خدا نے مسلمانوں کا شکار بننے کے لئے مکّہ سے باہر لا پھینکا ہے۔

ایک ہزیمت خوردہ فوج کے مورال کو بلند کرنا اور اس کے حوصلہ کو قائم رکھنا نہایت مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ اور ایک کمانڈر کے لئے بڑا کٹھن امتحان کا وقت ہوتا ہے۔ کہ وہ زخم خوردہ فوج کو دوبارہ دشمن کے مقابل پر آنے کے لئے آمادہ کرے۔

غزوۂ اُحد کے بعد جب کفّارِ قریش کا لشکر اپنی جزوی فتح کی خوشی میں مکّہ واپس لوٹ گیا۔ تو کچھ دیر کے

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر مدینہ سے چند میل جاکر ٹھہر گیا ہے ۔اور رؤساءِ قریش میں یہ بحث ہو رہی ہے کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیوں نہ مدینہ پر حملہ کر دیا جائے۔عمائدین میں اس کے متعلق اختلاف تھا۔ بالآخر جوشیلے لوگوں کی رائے غالب آگئی اور قریش مدینہ کی طرف لوٹنے کے لئے تیار ہوگئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فوراً اعلان فرمایا کہ مسلمان تیار ہو جائیں۔مگر اس مہم میں صرف وہی لوگ شامل ہوں جو اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔چنانچہ اُحد کے مجاہدین جن میں سے اکثر زخمی تھے۔اپنے زخموں پر پٹیاں باندھ کر اپنے آقا کی آواز پر کمربستہ ہوگئے۔ اور لکھا ہے کہ اس موقع پر مسلمان ایسی خوشی اور جوش سے نکلے کہ جیسے کوئی فاتح لشکر فتح کے بعد دشمن کا تعاقب کر رہا ہو۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کرکے جب آپؐ حمراء الاسد مقام پر پہنچے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو اس کا پتہ چلا تو ان پر ایسا رُعب پڑا کہ مدینہ کا رُخ کرنے کا ارادہ ترک کرکے مکّہ کی طرف لوٹ جانے میں عافیت سمجھی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شجاعت پر ایک اور پہلو سے نظر ڈالتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"حقیقی شجاعت جو محل و موقع کے ساتھ خاص ہے اور جو اخلاقِ فاضلہ میں سے ایک خُلق ہے، وہ ان محل اور موقع کے امور کا نام ہے جن کا ذکر خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں اس طرح آیا ہے۔ والصابرین فی البأساء والضرّاء وحین البأس (البقرہ) ......یعنی بہادر وہ ہیں کہ جب لڑائی کا موقع آپڑے یا ان پر کوئی مصیبت پڑے تو بھاگتے نہیں۔ان کا صبر لڑائی اور سختیوں کے وقت میں خدا کی رضامندی کے لئے ہوتا ہے۔اور اس کے چہرہ کے طالب ہوتے ہیں نہ کہ بہادری دکھلانے کے .... ان کی شجاعت دو پہلو رکھتی ہے۔کبھی تو وہ اپنی ذاتی شجاعت سے اپنے نفس کے جذبات کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس پر غالب آتے ہیں اور کبھی جب دیکھتے ہیں کہ دشمن کا مقابلہ قرین مصلحت ہے تو نہ صرف جوشِ نفس سے بلکہ سچائی کی مدد کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

جنگِ حنین میں جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں،مسلمانوں کی وقتی پسپائی کے بعد آخر کار ہَوازن قبیلہ کو شکست ہوئی۔ان کے بہت سے آدمی پکڑے گئے اور ان کے اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قیدی اور مال پندرہ دن تک مسلمانوں میں تقسیم نہ کئے تاکہ ہَوازن قبیلہ والے آکر معافی مانگ لیں تو انہیں واپس کر دیئے جائیں۔لیکن وہ لوگ نہ آئے تو آپ نے وہ قیدی اور اموال مسلمان فوج میں حسبِ دستور تقسیم کر دیئے۔اس کے

بعد ہوازن قبیلہ کا وفد آگیا اور معافی کا خواستگار ہوُا اور اپنے قیدیوں اور اموال کی واپسی کی درخواست کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں نے تمہارا انتظار کیا۔لیکن جب تم لوگ نہ آئے تو قیدی اور اموال تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔تاہم حضورؐ نے مسلمان فوجیوں سے سفارش کی تمہارے ہوازن کے بھائی معافی مانگنے آئے ہیں۔ان کے قیدی واپس کر دیئے جائیں۔چنانچہ مسلمانوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پہ فدیہ لئے بغیر تمام قیدی چھوڑ دیئے۔ ایک خطرناک دشمن کے ساتھ جس کے ہاتھوں نقصان پہنچ چکا ہو۔ یہ احسان کا سلوک اپنی مثال آپ ہے۔
حضرت سلمہؓ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مسلمانوں کے اونٹ مدینہ سے دُور جنگل میں چر رہے تھے کہ ادھر سے غطفان قبیلہ کے ایک قافلہ کا گذر ہوُا وہ لوگ اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔حضرت سلمہ نے پہاڑی پر چڑھ کر آوازیں دیں کہ اونٹوں پر ڈاکہ پڑ گیا ہے۔ اور خود ان لوگوں کے پیچھے ہو لئے اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر نکلے اور ان ڈاکوؤں کا تعاقب کیا۔وہ لوگ اونٹ اور اپنا بہت سا سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔حضرت سلمہؓ بڑے جوش میں تھے انہوں نے کہا کہ ان ڈاکوؤں کو نہیں چھوڑنا چاہیئے انہیں ان کے کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا" یا ابن الاکوع ملکتَ فَاَسْجِحْ " اے ابن الاکوع دشمن پر قابو پا چکے، اب نرمی کرو اور درگذر سے کام لو۔

دشمن کے ساتھ حُسنِ سلوک کا یہ انداز فقید المثال ہے۔ اور یہی حقیقی شجاعت اور اخلاق کی عظمت ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔
"دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مالامال کر دیا۔ اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے حقیقی راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

اَب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور بلند حوصلہ کی ایک اور جھلک دیکھئے:۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الشدید بالصرعۃ ولکن الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔ کہ جوانمرد اور بہادر وہ نہیں جو دوسرے کو مار گراتا ہے بلکہ حقیقی جوانمرد وہ ہے جو غصّہ دلانے والے حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔ آنحضورؐ اس کے پُوری طرح مصداق تھے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

ما انتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لنفسہ فی شیئٍ قطّ
إلّا ینتھك حرمة اللہ فینتقم اللہ تعالیٰ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کسی بات پر بھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے اور نہ سزا دیتے تھے۔ البتہ احکامِ الٰہی کی بے حرمتی کی جائے تو اس پر گرفت فرماتے۔ اس کی ایک دو مثالیں بیان کرکے مضمون کو ختم کرتا ہوں :۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھا۔ ایک بدّو آیا اور زور سے آپ کی چادر کو جھٹکا دیکر کھینچا۔ چادر موٹی اور کھردری تھی رگڑ سے آپ کا گلا سُرخ ہوگیا۔ وہ کہنے لگا اے محمدؐ خدا کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے یہ دو اونٹ لا دو۔ وہ مال آپؐ کا یا آپؐ کے باپ کا نہیں۔ حضور تھوڑی دیر خاموش رہے پھر نرمی سے فرمایا یہ درست ہے کہ مال اللہ کا ہے اور مَیں تو اس کا بندہ اور خادم ہوں۔ لیکن اے اعرابی تم نے جو زیادتی کی ہے اس کا بدلہ تو تم سے لیا جانا چاہیئے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا کہ آپ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس کا ایک اونٹ جَو سے اور دوسرا کھجوروں سے لاد دو۔ (الشفاء)

ایک شخص زید نامی کا آپ پر کچھ قرض تھا۔ وہ آکر مجلس میں تقاضا کرنے لگا اور بہت کچھ سخت سُست کہا اور کہنے لگا کہ تم لوگ بنی مطلب قرض کی ادائیگی میں بڑے لاپرواہ ہو۔ حضرت عمرؓ پاس تھے ان سے اس کا یہ بیہودہ رویہ برداشت نہ ہوا۔ انہوں نے اسے سختی سے ڈانٹا۔ لیکن آنحضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ موقع کی مناسبت تو یہ تھی کہ تم اسے نرمی سے اور شریفانہ طور پر قرض کی واپسی کا تقاضا کرنے کی تلقین کرتے اور مجھے عمدگی کے ساتھ ادائیگی کے لئے کہتے۔ پھر فرمایا۔ قرض کی معیاد میں ابھی تین دن باقی ہیں۔ تاہم اسے ادا کر دیا جائے اور بیس صاع غلّہ زائد دے دیا جائے کیونکہ اس پر سختی کی گئی ہے۔ اس حُسنِ اخلاق سے متأثر ہوکر وہ شخص مسلمان ہوگیا۔

یہ ہیں ہمارے آقا انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم جس نے ہر پہلو سے شجاعت کے مفہوم کو مکمّل کیا۔ اور ہر رنگ میں اسے کمال تک پہنچایا۔ کیا انفرادی اور کیا اجتماعی ہر لحاظ سے شجاعت کا حق ادا کر دیا۔ اور حقیقی شجاعت کا بہترین اسوہ پیش کیا۔

اللّٰھمّ صلی علی محمّد وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وخلفائہ وبارك وسلّم
انّك حمیدٌ مجیدٌ۔ اٰمین

غمِ بہار

بجھا بجھا ہی سہی دِل میں اک شرار تو ہے
خیالِ یار کے قرباں، خیالِ یار تو ہے

فراقِ یار میں دل وقفِ انتظار تو ہے
اگر بہار نہیں ہے۔ غمِ بہار تو ہے

کسی کا راہِ محبت میں انتظار تو ہے
ابھی تک اپنی تمنّا پہ اختیار تو ہے

اسی کو راہِ وفا میں نثار کر دُوں گا
اگر کچھ اور نہیں جانِ مستعار تو ہے

ملی ہوئی ہے ثواب و گناہ پر قدرت
کھُلی ہوئی یہ رہ ترک و اختیار تو ہے

یہ مَیں نے مانا ہے تردامنی شعار مرا
مگر یہ قلبِ حزیں چشمِ اشکبار تو ہے

یہ بات الگ کہ تُو لذّت کشِ بہار نہیں
خزاں میں آج بھی کیفیّتِ بہار تو ہے

ترا قصور کہ محرومِ دید ہے ورنہ
ہر ایک ذرّے میں تصویرِ حسنِ یار تو ہے

سلیمؔ زار مجھے فکرِ آخرت کیا ہو
کہ میرے پاس مری چشمِ اشکبار تو ہے

سلیمؔ شاہجہانپوری
(کراچی)

سیرت حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محترم مولانا نورالحق صاحب تنویر استاذ الجامعہ نے یہ مقالہ اجتماع انصاراللہ ۱۹۸۳ء کے موقعہ پر پیش کیا۔

مَیں اس ہستی کی سیرت کے چند پہلو آپ کے سامنے بیان کرنے کے لئے حاضر ہُوا ہوں جن کی پیدائش پر فخرِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر ان کے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔

میری مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ اور کُنیت امّ الفضل تھی۔

ہجرت سے قریبًا تین سال قبل جب کفّار مکّہ کی ایذا رسانی اور ظُلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قبیلہ بنو ہاشم کو شعب ابی طالب (محرم ۷ نبوی تا ۱۰ نبوی) میں محصور کر دیا۔ ان ایّام میں آپ کی ولادت ہوئی۔ چنانچہ شعب ابی طالب میں حضرت عبداللہ بن عباس جب پیدا ہوئے۔ تو حضرت عباس انہیں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبرکًا لب مبارک اُن کے مُنہ میں ڈالا اور اُن کے لئے دُعا فرمائی۔

ایک طرف تو آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ تو دوسری طرف امّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کی سگی خالہ تھیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس آغاز طفولیت سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہے۔ اور خاندانِ نبوّت میں پروان چڑھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر تیرہ یا پندرہ سال تھی۔ آپؓ کی والدہ حضرت امّ الفضل ابتداء سے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔ روایات میں آیا ہے کہ اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت امّ الفضل کا ایمان عورتوں میں سب پر مقدم تھا۔ اس حقیقتِ حال کی روشنی میں حضرت عبداللہ نے یومِ ولادت سے ہی توحید کی لوریوں میں پرورش پائی اور ہوش سنبھالنے کے بعد وہ ایک پُرجوش فدائی، باعمل عالمِ دین اور بے لوث خادمِ اسلام ثابت ہوئے۔

عہدِ طفولیت اور مصاحبت رسول ؐ:۔ آپ کو بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا لگاؤ

تھا۔عہدِ طفولیت میں جب بچے عام طور پر کھیل کود میں ہی مگن رہتے ہیں۔حضرت ابن عباس رضؓ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے مستفید ہوتے اور آپؐ کی شفقتِ عالیہ سے فیض یاب ہوتے۔اسی زمانہ میں ایک روز انہوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے واپس آ کر حضرت عباسؓ سے بیان کیا:۔

"مَیں نے رسول اللہ کے پاس ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کو مَیں نہیں جانتا ہوں، کاش مجھے معلوم ہوتا وہ کون تھے"۔

حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کا ذکر کیا۔حضور پُر نُور نے ان کو بلا کر فرطِ محبت سے اپنے آغوشِ عاطفت میں بٹھایا اور سر پر ہاتھ پھیر کر یہ دُعا فرمائی:۔

"اے خدا اس میں برکت نازل فرما اور اس سے علم کی روشنی پھیلا"۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق پوچھا گیا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

پھر اسی طرح ایک مرتبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں گلیوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پھرتا تھا کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے آتے دیکھا تو جلدی سے ایک گھر کے دروازہ میں چھپ گیا۔لیکن آپؐ نے آ کر مجھے پکڑ لیا۔اور بڑے پیار سے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:۔

"جاؤ معاویہ کو بُلا لاؤ"۔ حضرت معاویہ ان دنوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔مَیں دوڑ کر ان کے پاس گیا اور کہا:۔

"چلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یاد فرماتے ہیں۔کوئی خاص ضرورت ہے"۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباسؓ کی خالہ تھیں۔اور وہ ان سے بہت پیار کرتی تھیں۔اس لئے وہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہتے۔اور کبھی کبھی رات کے وقت بھی خالہ کے گھر سو جاتے۔اسی طرح ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہترین موقع میسر تھا۔آپؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ مَیں رات کے وقت اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے پاس سو رہا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے چار رکعت نماز پڑھ کر استراحت فرما ہوئے۔پھر کچھ رات باقی تھی کہ بیدار ہوئے اور مشکیزہ کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے۔مَیں بھی اُٹھ کر حضور کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔آپؐ نے میرا سر پکڑ کر مجھے دائیں طرف کر لیا"۔

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے اندر تشریف لے گئے۔مَیں لوٹا بھر کر باہر کھڑا رہا۔جب آپؐ اندر سے نکلے تو مَیں نے آگے بڑھ کر پانی پیش کیا اور

وضو کرایا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس فعل پر بہت خوش ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ ۔

یعنی اے اللہ تو اسے دین کو سوچنے اور مسائل میں غور کرنے کی توفیق بخش اور اسے قرآن کی تعبیر و تفسیر عطا فرما۔

پس حضرت عبداللہ بن عباس خاندان نبوّت میں پروان چڑھے اور آغاز طفولیت سے ہی انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نجی زندگی اور بیرونی مصروفیات میں بھی قرب میسّر رہا۔ اس کے نتیجہ میں انہوں نے بہت کچھ آپؐ سے سنا اور سیکھا۔ نیز رسالت کے آخری حصّہ میں مختلف امور میں بذات خود شریک ہوئے۔ اس لئے آپ کو متعدد قرآنی آیات کے شانِ نزول کے بارہ میں ذاتی علم تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ سن شباب کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک قیمتی گوہر پایا کہ خاص طور پر اپنے دامنِ تربیت میں لے لیا۔ اور اکابر صحابہ کی علمی صحبتوں شریک کیا کرتے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ان پر رشک ہوتا۔

صحیح بخاری میں خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ اس پر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں۔ اور ہمارے لڑکوں کو جو ان کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

"یہ وہ شخص ہے جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔"

پھر بعض اوقات جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا۔ ابن عباسؓ اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم عمر کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں تم اپنے آپ کو کم خیال نہ کرو۔

حضرت عمرؓ ان کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے:۔

"اِنَّہٗ الفتی الکھولُ لَہٗ لسانٌ مسئولٌ وقلبٌ عقولٌ۔"

یعنی یہ نوجوان بزرگ ہیں۔ ان کی زبان بکثرت سوال کرنے والی اور عظیم عقل و خرد کے مالک ہیں۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اور یہ آپ کے مشیروں میں سے تھے۔ بلکہ ۳۵ھ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مدینہ میں اپنے مکان میں محصور ہونے کی وجہ سے امارت حج کا فرض ادا نہ کر سکے تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بلا کر فرمایا۔ کہ میں تمہیں امیر حج کے طور پر اپنا قائم مقام بنا کر بھجواتا ہوں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کے صاحبزادے حضرت حسین رضوان اللہ علیہم کے بھی مشیر تھے۔ وہ اُن کے مشوروں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور توجہ دیتے۔

علم وفضل میں آپ کا مقام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی کثرت علم وفضل کی بناء پر حبر یعنی عظیم عالم اور بحر یعنی سمندر کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

حضرت میمون کہتے ہیں کہ "مَیں نے اُن سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا"۔

آپ عظیم مفسّر قرآن اور مجتہد تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے :۔

"آپ ہمارے سب نوجوانوں سے حسین تر یا اخلاق اور ان سب سے زیادہ کتاب الٰہی کو سمجھنے والے ہیں"

فصاحت و بلاغت اور وسعت معلومات میں آپ جواب نہیں رکھتے تھے۔ تفسیرِ قرآن میں تو آپ لاثانی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوّتِ حافظہ سے بھی نوازا تھا۔ نیز عربی ادب اور لغت کے بھی عظیم عالم تھے۔ قرآن کریم میں جو غریب الفاظ اور مشکل کلمات استعمال ہوئے ہیں۔ اُن کے معانی معلوم کرنے کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ شعر جاہلی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔ اس میدان میں آپ کو خاص شہرت حاصل تھی۔ بسااوقات ایسا ہوتا کہ آپ سے قرآن کریم میں وارد شدہ کسی لفظ کے معنی پوچھے جاتے تو آپ اس کی وضاحت میں شعر پڑھ کر سنا دیتے کہ دیکھو یہ ان معنوں میں عربوں میں مستعمل ہے۔

نافع بن الازرق نے آپؓ سے اس قسم کے بہت سے الفاظ کے بارہ میں سوالات کئے جن کی وضاحت میں حضرت عبداللہ بن عباس نے عربی اشعار پیش کرکے ان کا جواب دیا۔

ایک واقعہ جس سے آپ کی غیر معمولی قوّتِ حافظہ کا پتہ چلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک اسی قسم کی مجلس میں عمر بن عبداللہ بن اُبی ربیعہ نے ۸۰ کے لگ بھگ اشعار سنائے۔ نافع بن الازرق کے اعتراض پر آپ نے وہ تمام اشعار جو صرف ایک مرتبہ سُنے تھے۔ اسی ترتیب سے دوبارہ پڑھ کر سُنا دیئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر قرآن کی صلاحیتوں کی مدح وستائش کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے :۔

"یوں نظر آتا ہے کہ ابن عباس باریک پردہ کی اوٹ سے غیبی حقائق کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں"

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ابن عباسؓ بہترین ترجمان القرآن ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے۔ کہ

ابن عباس أعلمُ اُمة محمّد بما انزل علی محمد۔

یعنی جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہُوا ہے۔ اسے اُمّتِ محمدیہ میں سے ابن عباسؓ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔
پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تمام صحابہ میں سے سب سے زیادہ تفسیری روایات حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ اور تفسیرِ قرآن

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ آپ ایک عظیم مفسرِ قرآن تھے۔ آپ کے دور میں اکثر ایسے پیچیدہ تفسیری مسائل پیش آئے جن کی عقدہ دری ابن عباسؓ نے اس طرح فرمائی جیسے وہ شخص جو الہام ربّانی کی مدد سے غیبی حقائق کا معائنہ کر رہا ہو۔ جیسا کہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شان میں فرمایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام آپ کے تفسیری اقوال کو بڑی وقعت اور اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ دَورِ تابعین میں بھی اسی کی بازگشت سنائی دیتی رہی۔
چنانچہ مکّہ مکرمہ میں ایک مکتبِ فکر قائم ہوا جہاں کے طلبہ حضرت ابن عباس سے علم تفسیر اخذ کرتے تھے پھر یہ طلبہ مختلف بلاد و امصار میں جا کر حاصل کردہ علم پھیلاتے۔ جملہ تاریخی ادوار میں حضرت ابن عباس کے تفسیری اقوال کی اہمیت کا یہ عالم رہا کہ تفسیر میں جب ان کا قول مل جاتا تو پھر کسی دوسرے قول کو قابلِ اعتناء خیال نہ کیا جاتا۔
امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتًہ لکھا ہے۔ کہ تفسیر میں جب صحابہ کے اقوال متضاد ہوں تو ابن عباس کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔
ہمارے دَور کے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر القرآن کی صلاحیتوں کی اپنی مختلف کتب میں تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۲۵ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے سلسلہ میں دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> "غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں۔ اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی ایک دُعا بھی ہے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۸۷ پر فرماتے ہیں:۔

> "امام بخاری فرماتے ہیں وقال ابن عباس: متوفيك مميتُكَ یعنی ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ جو آیت قرآن کریم ہے کہ يعيسىٰ إنى متوفيكَ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ سو امام بخاری صاحب ابن عباس کا قول بطور تائید لائے ہیں۔ تا معلوم ہو کہ صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے۔ پھر امام بخاری نے ایک اور کمال کیا ہے کہ

اپنی صحیح کے صفحہ ۵۳۱ میں مناقب ابن عباس میں لکھا ہے کہ خود ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اپنے سینہ سے لگایا۔ اور دعا کی کہ یا الٰہی اس کو حکمت بخش۔ اس کو علم قرآن بخش۔ چونکہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی مستجاب ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ کا یہ بیان کہ توفیٔ عیسیٰ جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ اماتت عیسیٰ اس سے مراد ہے۔ یعنی عیسیٰ کی وفات دینا۔ یہ معنی آیت کریمہ کے جو ابن عباس نے کئے ہیں۔ اسی وجہ سے بھی قابل قبول ہیں کہ ابن عباس کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہو چکی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اس عظیم شخصیت کی عمر وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کے وقت تیرہ ۱۳ یا پندرہ ۱۵ سال تھی۔ لیکن اس عمر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسا کسب علم و فیض کیا کہ کتنے اکابر صحابہ سے آپ اس میدان میں آگے نکل گئے ۔۔۔ چھوٹی عمر میں عبادت کا شوق کہ اپنی خالہ کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی تہجد میں شریک ہوتے۔ آپ خود روایت کرتے ہیں کہ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں قریبًا سات سپارے تلاوت فرمائی۔ اور میری تو نیت خراب ہو گئی تھی۔ کسی نے پوچھا کیا؟ فرمایا یہ کہ میں نماز توڑ دوں۔

اتنی چھوٹی عمر میں یہ عزم ہمت اور شوق ہی تھا جس نے انہیں اس مقام پر پہنچایا۔

حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی مامور کو منتخب فرماتا ہے۔ تو اس کے اعوان و انصار کا انتخاب بھی اس کی تقدیر ہی فرماتی ہے۔ " ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء "

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرّاحمین

اصلاح وارشاد

مکرم برادرم عبدالشکور صاحب (شکور بھائی چشمے والے) نے پانچسو ۵۰۰/- روپے برائے اصلاح وارشاد ادا کئے ہیں۔ شکور بھائی اس مدّ میں اکثر ادائیگی فرماتے رہتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے اور حسنات دارین سے نوازے۔

قائد مال
مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

شیخ ناصر احمد صاحب شہیدِ اوکاڑہ کے والد کے نام

ایک غیر از جماعت دوست کا مکتوب

ایک بے گناہ مظلوم شہید شیخ محمد ناصر احمد صاحب کے والد محترم شیخ فضل محمد صاحب کے نام تعزیت کا خط:
مجسّمہ اخلاق فخر خاندان سراسر اخلاق برادرِ محترم شیخ فضل محمد صاحب دام قبولکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔ امّا بعد ۔ دعائیں ۔ عید قربان کا دن تھا ۔ تمام لوگ عید کی نماز سے فارغ ہوکر اپنے اپنے گھروں کو واپس آچکے تھے ۔ اور باثروت لوگ سنّت ابراہیم علیہ السلام منا رہے تھے ۔ اپنے مالک حقیقی کے ہاں اپنی قربانیاں پیش کر رہے تھے ۔ اسی سنّتِ ابراہیمیؑ سے سبکدوش ہونے کے لئے آپ کا لختِ جگر ناصر شہید اپنی قربانی کے لئے بے تاب تھا ۔ اور کسی کے انتظار میں کھڑا تھا کہ ایک شقی القلب ظالم نے شہید مذکور پر پے در پے وار کر دیئے ۔ آپ کا بچّہ بکرے کی قربانی کی بجائے خود قربان ہوگیا ۔ شہید سے میرا بچپن سے پیار تھا ۔ کیونکہ میرے بچّے .... کا کلاس فیلو تھا ۔ بچپن سے ہمارے گھر آتا تھا ۔ بچپن سے ہی اس کے چہرے سے حیا و شرافت عیاں تھی ۔ ناصر شہید ہنس مکھ ، وعدہ کا پابند اور صوم وصلوٰۃ پابند تھا ۔ اور اپنے کاروبار میں رزقِ حلال کی کوشش کرتا تھا ۔ اور خدا ترس تھا ۔ نیز آپ کا بچّہ سعید بھی اخلاق کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہی ہے ۔ وہ بھی ناصر شہید کی تابعداری کرتا تھا ۔ اور آپ کا بھی تابع فرمان ہے ۔ شہید کی شہادت مظلومیت پر بغیر امتیاز مذہب وملت سارے شہر نے بلا امتیاز آنسو بہائے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔ وَ اللّٰہُ مع الصابرین

برادرِ محترم یوں تو آپ کا ناصر شہید پیارا بچّہ آپ کو داغِ مفارقت دے گیا ۔ ویسے وہ زندہ ہے ۔ اور شہید کو موت نہیں ۔ قرآن کے فیصلہ کے مطابق وہ زندہ ہے ۔ مگر ہم شعور نہیں رکھتے ۔ قبلہ شیخ صاحب برادرم محترم میں نے خواب میں دیکھا کہ عید قربان سے تیسرے دن ناصر شہید مجھے سکوٹر پر بٹھا کر جی ۔ ٹی روڈ ملتان کی طرف یعنی قبلہ کی طرف تیزی سے دوڑائے جا رہا تھا ۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ آگے سے پانی کا طوفان آرہا تھا ۔ تو ناصر شہید نے مجھے بڑے پیار سے سکوٹر سے اتار کر سکوٹر میرے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ چاچا جی آپ واپس جائیں ۔ اَب میں اکیلا جا رہا ہوں ۔ میں پکڑ رہا تھا کہ اس طوفان کی طرف مت جاؤ ۔ میں تو بیٹے سکوٹر چلا نہیں سکتا ۔ اُس نے کہا ۔ چاچا جی خود آپ کو کوئی لے جائے گا ۔ پانی کا فکر نہ کریں ۔ دیکھو وہ سامنے بلا رہے ہیں ۔ وہ آوازیں دے رہے ہیں ۔ وہ میرا انتظار کر رہے ہیں ۔ میں نے سکوٹر پکڑ لیا ۔ اور شہید مذکور طوفانی پانی کی طرف دوڑا ۔ چار آدمی جو سفید لباس میں ملبوس تھے ۔ انہوں نے لبیک کہ

اٹھا لیا۔ اور پانی جدھر سے آیا تھا۔ ادھر لوٹ گیا۔

وہ چاروں شخص جو سفید لباس میں ملبوس تھے بہت ہی خوبصورت تھے۔ وہ اُوپر اٹھا کر لے گئے۔ وہ بہت خوشی سے اُن کے ساتھ اُڑ گیا۔ اور مجھے بار بار کہتا تھا کہ چاچا جی فکر نہ کریں۔ مَیں بہت خوشی سے جا رہا ہوں۔ یہ مہمان مجھے ہی لینے آئے تھے۔ آپ فکر نہ کریں۔ خوشی سے واپس جائیں۔ آپ کو کوئی آکر لے جائے گا۔

اتنے میں تہجد کی اذان میرے کان میں پڑی۔ مَیں نے اُٹھ کر نماز تہجد ادا کی۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ میرا ایمان ہے کہ ناصر شہید زندہ ہے اور جنت کی سیر کو گئے ہیں۔ برادرم محترم آپ صبر کریں۔ اور تمام اہل وعیال کو صبر کی تلقین کریں۔

آپ کا بیٹا شہید ہے۔ اور زندہ ہے۔ اور آپ کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ آپ ہمیشہ سورۃ یسین کا ورد رکھیں اور درود شریف کی تسبیح کریں۔ مندرجہ ذیل استغفار پڑھا کریں۔ بلکہ صبح کی نماز کے بعد درود شریف کی تسبیح کر کے ایک تسبیح۔ استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنبٍ و اتوب الیہ۔ ربِ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

اپنے کنبہ کے بچے بچیوں کو یہ عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے اہل وعیال کو صبر اور استقامت عطا فرمائیں گے۔ آمین ثم آمین ——— (آپ کا بھائی)

بقیہ امام ہمام کی ہم سے توقعات از صہ ۲۲

اس موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

" مبلّغ کا کام سپاہی تیار کرنا اور تربیت کرنا ہوتا ہے۔ باہر کی جماعتوں کو اُن کے حقوق دیا دیئے جائیں۔ اور انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔" (الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء)

فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کے افتتاح کے موقع پر آپ نے فرمایا:۔

" کوئی پروگرام خواہ کتنی ہی محنت سے کیوں نہ شروع کیا جائے۔ کچھ دنوں کے بعد پرانا ہو جاتا ہے اور اس کی لذت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اس کلاس کے پروگرام کو چار سال کے بعد بدل دیا جائے ...... کورس مختصر کیا جائے روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے معاملات کے بارہ میں ہدایات پر مشتمل قرآن وحدیث ہوں۔"

۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپین کے تاریخی سفر پر تشریف لے گئے۔

وِدَاعًا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

السيّد محمّد اسلم صابر استاذ كلية تعليم الاسلام ربوه

آسٹریلیا کے تاریخی دورہ پر حضور ایدہ اللہ کی روانگی کے موقع پر محترم صابر صاحب نے یہ اشعار کہے۔

وِدَاعًا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَا ٭ سَلَامًا يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَا
لِيَهْنِكَ رِحْلَةُ الشَّرْقِ الْبَعِيْدِ ٭ فَفِيْهَا يَقْظَةٌ لِّلرَّاقِدِيْنَا
حَمَاكَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْجِهَادِ ٭ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا الْقَاعِدِيْنَا
سَقَاكَ اللّٰهُ مَاءَ الْمُزْنِ فَضْلًا ٭ وَقَاكَ اللّٰهُ نَارَ الْحَاسِدِيْنَا
نَقَدْنَا نَاصِرًا نِّعْمَ الْاِمَامُ ٭ فَجِئْتَ سَكِيْنَةً لِّلْحَائِرِيْنَا
وَرَأْسُكَ قَدْ تَتَوَّجَ بِالْخِلَافَةِ ٭ يَطُوْفُ الْخَلْقُ حَوْلَكَ عَاشِقِيْنَا
قِيَامُ اللَّيْلِ يَضْمَنُ فَوْزَ عَبْدٍ ٭ سِهَامُ اللَّيْلِ تُخْضِعُ جَابِرِيْنَا
لَنَا فِيْ نَظْرَةٍ مِّنْكُمْ كُنُوْزٌ ٭ فَنَنْظُرُكُمْ بِنَظْرِ السَّائِلِيْنَا
نَمُدُّ اِلَيْكَ اَيْدِيْنَا لِفَقْرٍ ٭ فَاَنْتَ الْيَوْمَ اَنْدَى الْعَالَمِيْنَا
تَقَبَّلْ مِنْ عُبَيْدِكَ بَضْعَ قَلْبٍ ٭ وَاَبْيَاتًا قُبُوْلَ الْمُحْسِنِيْنَا
فِرَاقُ الشَّهْرِ لَا سَهْلٌ وَلٰكِنْ ٭ تَحَمَّلْنَاهُ صَبْرًا يَا سَمِيْنَا

تَبَصَّرْ يَا خَلِيْلِيْ هَلْ تَرَاهُ
عِمَامَتُهٗ تُضَارِعُ يَا سَمِيْنَا

سفارشاتِ شوریٰ انصار اللہ ۱۳۶۲ ہش ۱۹۸۳ء

شوریٰ اجتماع انصار اللہ منعقدہ ۱۹۸۳ء نے جو سفارشات حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔" شوریٰ کی سب تجاویز منظور ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔"

تجاویز ایجنڈا شوریٰ	سفارش شوریٰ
قیادت عمومی	
تجویز ۱ (از مجلس انصار اللہ راولپنڈی)	
قاعدہ ۱۹۵ سے پہلے زعیم اعلیٰ کے ساتھ زعیم مقام کے الفاظ جلی حروف میں لکھے جائیں اور قاعدہ ۲۰۳ کے اوپر صرف زعیم حلقہ کے الفاظ ہوں۔	شوریٰ کثرت رائے سے ردّ کرنے کی سفارش کرتی ہے۔
نیز قواعد ۱۹۵ تا ۲۰۲ میں زعیم اعلیٰ کے ساتھ زعیم مقام کے الفاظ لکھے جائیں۔ (مثلاً زعیم اعلیٰ مقام) اور قواعد ۲۰۳ تا ۲۱۰ میں زعیم مقام کے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔	
اس صورت میں مندرجہ ذیل ترمیم بھی عمل میں لائی جانی ضروری ہوگی۔	
قاعدہ ۲۰۵ حذف ہو جائے گا اور قواعد ۲۰۶ تا ۲۰۸ اور ۲۱۰ میں مناسب ردّ و بدل ضروری ہوگا	
تجویز ۲	
ا۔ "قاعدہ ۲۲۸ مکمل اور زیادہ جامع ہے اس کی موجودگی میں قاعدہ ۲۲۴ کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا قاعدہ ۲۲۴ حذف کر دیا جائے"۔	ا۔ شوریٰ اس کی ضرورت نہیں سمجھتی ردّ کرنے کی سفارش کرتی ہے۔
ب۔ قاعدہ ۲۲۸ میں " جس کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح دیں گے"	ب۔ شوریٰ منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔

تجاویز ایجنڈا شوریٰ	سفارش شوریٰ
کے الفاظ "جس کا نفاذ حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری کے بعد ہوگا۔" سے بدل دیئے جائیں۔ نوٹ:- یہ الفاظ زیادہ مؤدب ہیں۔	
تجویز ۳ "انصار اللہ کے مستقل چندوں کی موجودہ شرح اور حصص کی موجودہ تقسیم قاعدہ ۲۲۸ کے آخر میں درج کی جائے۔"	دستور اساسی کی منظوری دیتے وقت حضور کے حسب ذیل ارشاد کے پیش نظر شوریٰ اس تجویز پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ ہنگامی تحریکات کے سوا صرف اتنا کیوں نہ رہنے دیا جائے کہ جملہ چندوں کی شرح مقرر کرنے کا اختیار مجلس شوریٰ کو ہوگا۔
قیادت مال تجویز ۴ (از نظامت ضلع اوکاڑہ) "مجلس انصار اللہ مرکزیہ اشاعت لٹریچر کے متعلق سوال تو کرتی ہے لیکن کبھی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے اتنا لٹریچر مہیا نہیں کیا جاتا جو سال بھر مختلف جگہوں پر تقسیم کیا جا سکے۔ اس لئے یہ تجویز ہے کہ مرکز نے جو ایک روپیہ چندہ اشاعت لٹریچر سالانہ رکھا ہوا ہے اسے تین روپے سالانہ کر دیا جائے۔"	یکم جنوری ۱۳۶۳ش/۱۹۸۴ء سے مجلس انصار اللہ کے ہر رکن کے لئے چندہ اشاعت لٹریچر کی شرح کم از کم تین روپیہ سالانہ ہو نیز جو اراکین اس سے زیادہ چندہ ادا کرنا چاہیں وہ ایسا کر سکیں گے۔
تجویز ۵ بجٹ آمد و خرچ بابت سال ۱۳۶۳ش/۱۹۸۴ء ۹,۶۳,۰۰۰ مبلغ نو لاکھ تریسٹھ ہزار روپیہ	شوریٰ حسب ذیل تفصیل کے مطابق بجٹ آمد و خرچ برائے سال ۱۳۶۳ش/۱۹۸۴ء منظور کئے جانے کی سفارش کرتی ہے۔

تجاویز ایجنڈا شوریٰ

آمد

چندہ مجلس	۶,۵۰,۰۰۰
" اجتماع	۱,۰۰,۰۰۰
" اشاعت لٹریچر	۱۸,۰۰۰
عطایا گیسٹ ہاؤس	۱,۰۰,۰۰۰
ماہنامہ انصار اللہ	۹۵,۰۰۰
میزان آمد	۹,۶۳,۰۰۰

سفارش شوریٰ

خرچ

عملہ	۱,۷۴,۰۱۲
سائر	۲,۴۱,۰۰۰
گرانٹ مقامی مجالس	۱,۸۲,۰۰۰
" ناظمین اضلاع	۳۲,۵۰۰
ریزرو اضافہ جات دوران سال	۲۰,۴۸۸
سالانہ اجتماع	۱,۰۰,۰۰۰
اشاعت لٹریچر	۱۸,۰۰۰
اخراجات گیسٹ ہاؤس	۱,۰۰,۰۰۰
سائر ماہنامہ انصار اللہ	۹۵,۰۰۰
میزان خرچ	۹,۶۳,۰۰۰

نوٹ:-
تجویز ۴ منظور ہونے کی صورت میں شوریٰ سفارش کرتی ہے کہ اشاعت لٹریچر کا آمد و خرچ ۱۸ ہزار کی بجائے ۳۲ ہزار روپے اضافہ کے ساتھ پچاس ہزار روپے ہو۔

"نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے۔ وہ جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۴)

"ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار"

از مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ گوجرانوالہ

اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۳ء کے ایک نہایت ایمان افروز پروگرام ع "ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار" کے تحت بعض دوستوں نے ایسے خواب سُنائے جو اِن کے قبولِ احمدیّت کا سبب ہوئے۔ بعض اور احباب کے ایسے ایمان پرور خواب تحریری یا زبانی حاصل کر کے خاکسار نے حاضرین کو سُنائے۔ ان میں سے چند خواب حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دستِ رسالتمآب صلعم سے بے موسم آم

مکرم محمد یوسف صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ، تر سکہ سیان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے اور اپنے گھر سے پہلے احمدی ہیں۔ انہوں نے خود بیان کیا:۔

"۱۹۷۴ء میں خاکسار جماعت ہشتم کا طالب علم تھا۔ جون تا ستمبر ۱۹۷۴ء جماعت احمدیّہ کے لئے پُر آشوب حالات تھے۔ انہی دنوں مجھے سلسلہ کا تعارف ہوا۔ زاں بعد سردیوں میں ایک رات میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع دیگر صحابہؓ کے تشریف فرما ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کچھ فرما رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہؓ سُن رہے ہیں۔ دورانِ خواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے رکابی میں آم دیئے جن میں سے خاکسار نے ایک کھا لیا اور باقی آم حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے صحابیؓ کو دے دیئے۔

اس خواب کے کئی دن بعد تک مجھے خوشبو آتی رہی، ہاتھوں سے بھی اور مُنہ سے بھی جیسے درحقیقت آم کھایا ہوا ہے۔ عجیب تر یہ کہ ایسی خوشبو میرے پاس بیٹھنے والے دوسرے بھی کئی دن تک محسوس کرتے رہے۔ جن دنوں یہ خواب دیکھا وہ آم کا موسم نہیں تھا بلکہ موسمِ سرما کے ایّام تھے۔ میرے لئے یہ خواب ایک عظیم نشان تھا جس کے جلد مجھے احمدیّت سے سچی محبّت ہو گئی اور مَیں بیعت کر کے سلسلہ احمدیّہ میں داخل ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۲۔ یہ میرا مہدی ہے

گوجرانوالہ شہر کے ایک بینک آفیسر مکرم انیس الدین حیدر صاحب نے جب خاکسار سے یہ اظہار کیا کہ وہ سلسلہ احمدیّہ

میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تب دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اس عزم کا سبب ایک ایمان افروز خواب ہے۔
ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ڈرائینگ رُوم میں چاروں دیواروں کے ساتھ کرسیاں لگی ہیں جن پر بہت سے معزّزین تشریف رکھتے ہیں۔ دروازہ کے عین سامنے والی دیوار کے ساتھ وسط میں کرسی پر سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلّم تشریف رکھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے یعنی دروازہ کے ساتھ اندر کی طرف بائیں ہاتھ کرسی پر حضرت مرزا صاحب (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ) بیٹھے ہیں۔ انیس الدین صاحب دروازہ میں کھڑے ہیں اور ان سے مخاطب ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"یہ میرا مہدی ہے"

یہ خواب سُننے کے معًا بعد انہوں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

۳۔ "یہ مرکزِ اسلام ہے"۔ دو مختلف دوستوں کا ایک ہی خواب۔

تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے دو الگ الگ گاؤں میں کلّہ اور ہرسہ کوٹ۔ کلّہ کے مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب اور ہرسہ کوٹ کے مکرم رفیق احمد صاحب، دونوں ایک تیسری جگہ پرائمری سکول میں مدرس تھے جب انہوں نے اپنے اپنے گاؤں میں رہتے ہوئے بالکل ایک ہی خواب دیکھا اور نتیجۃً احمدیّت کی طرف مائل ہوئے اور خود ہی مطالعہ کرتے کرتے احمدی ہو گئے۔ خاکسار سے اِن دونوں نے مذکورہ بالا خواب بیان کیا جو خاکسار عرض کرتا ہے۔

ایک دن اوّل مدرس مکرم ماسٹر رفیق احمد صاحب سکول کی کچّی چاردیواری کے ایک کونہ میں صبح ہی صبح کرسی پر الگ تھلگ بیٹھے کچھ متفکر تھے کہ اُدھر سے مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب دوم مدرس آ گئے۔ اس طرح الگ متفکر بیٹھے کی وجہ پوچھی تو مکرم رفیق احمد صاحب نے بیان کیا کہ میرے ساتھ عجیب ماجرا گزرا ہے کہ آج سے آٹھ دن پہلے خواب میں دیکھا کہ کسی دریا کا پُل عبور کر کے پختہ سڑک پر جانبِ مغرب جا رہا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ ایک مسلسل پہاڑی ہے جبکہ دوسری جانب ساتھ ساتھ ریلوے لائن گزر رہی ہے۔ میں اس خواب کے دوران محسوس کرتا ہوں کہ جس شہر سے گزر رہا ہوں اس کا نام ربوہ ہے۔ اور میرے دماغ میں جیسے ایک زوردار آواز مسلسل ٹکراتی ہے کہ "یہ مرکزِ اسلام ہے"۔ "یہ مرکزِ اسلام ہے"۔
جب ماسٹر رفیق احمد صاحب نے اتنا سُنایا تو مقصود احمد صاحب ساتھ ساتھ مسکرا رہے تھے۔ رفیق صاحب

نے مسکرانے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ پہلے سُناتے چلیں مَیں بعد میں بتاؤں گا۔ چنانچہ ماسٹر رفیق احمد صاحب جن کے والد گاؤں میں امام الصلوٰۃ ہیں، نے بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ جب انہوں نے اپنا خواب اپنے والد صاحب کو صبح سُنایا تو والد صاحب نے کہا کہ تم پر شیطان کا حملہ ہوگیا ہے اس لئے توبہ استغفار بھی بہت کرو نیز صدقہ بھی دے۔ چنانچہ میں دن بھر توبہ استغفار میں لگا رہا اور صدقہ بھی دیا۔ لیکن اب متفکر اسلئے بیٹھا ہوں کہ گزشتہ شب پھر یہی خواب بعینہٖ دیکھا ہے، سوچتا ہوں کہ اب کیا کروں؟

ماسٹر مقصود احمد صاحب نے اس پر مسکرانے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ مَیں حیران ہو رہا ہوں کہ ٹھیک آٹھ دن پہلے بالکل یہی خواب مَیں نے دیکھا مگر مَیں نے کسی کو بتایا نہیں اور آپ اسے اپنا خواب بتا رہے ہیں!

اس حیرت انگیز انکشاف پر کہ دونوں نے ایک ہی شب ایک ہی خواب دیکھا۔ جس میں ربوہ کو مرکزِ اسلام کہا گیا، دونوں استادوں نے بالاتفاق یہ نتیجہ نکالا کہ ہمیں ربوہ اور ربوہ والوں کے متعلق تحقیق کرنی چاہیئے۔ عجیب بات ہے دونوں کے گاؤں میں کوئی احمدی نہیں تھا نہ ہی دونوں میں سے کسی کا کوئی دوست احمدی تھا۔ نہ ہی انہوں نے ربوہ کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی کبھی کوئی لٹریچر پڑھا تھا۔ انہوں نے ربوہ میں ایک خط "محترم صدر صاحب ربوہ" کے نام لکھ دیا۔ جو حضرت خلیفۂ وقت کے پاس پہنچ گیا پھر آہستہ آہستہ ان کا رابطہ بڑھتا گیا آخر دونوں نے بیعت کر لی جس کے بعد یہ کئی ابتلاؤں سے گذرے اور اب خدا کے فضل سے ان کے مزید عزیز رشتہ دار احمدی ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

بقیہ فہرست معطی حضرات گیسٹ ہاؤس انصاراللہ از صفحہ ۵۵

۴۴۔ مکرم منشی نور حسین صاحب منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ	۳۰۰-۰۰ روپے
۴۵۔ مجلس انصاراللہ منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ	۳۰۰-۰۰ "
۴۶۔ مکرم امام الدین صاحب مرحوم منجانب پسر محمد رشید صاحب بٹ زرگر منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ	۳۰۰-۰۰ "
۴۷۔ " محمد ابراہیم صاحب وزیر آبادی حال سیالکوٹ	۳۰۰-۰۰ "
۴۸۔ " چوہدری محمد عمر قمر صاحب سب انجنیئر جھنگ صدر	۳۰۰-۰۰ "
۴۹۔ " چوہدری محمد ابراہیم صاحب مرحوم منجانب پسر چوہدری محمد عمر قمر صاحب سب انجنیئر جھنگ صدر	۳۰۰-۰۰ "
۵۰۔ " مجلس انصاراللہ سمہ سٹہ ضلع بہاول پور	۳۵۰-۰۰ "

انفاسِ مسیحائی

مسیحِ محمدیؐ کی دُعا کا شاندار معجزہ

(از مکرم عبدالرحمٰن شاکر صاحب۔ ربوہ)

یُوں تو ہر احمدی حضرتِ مہدئ دوران مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے انفاسِ مسیحائی کا کرشمہ ہے مگر میرے والد صاحب کی قبولِ احمدیت کا واقعہ اور اُن پر پنجاب یونیورسٹی نے جو پابندی لگا دی تھی جس کے اُٹھائے جانے کی بظاہر کوئی صورت ہی نہ تھی اور پھر اُن کی وفات پر بھی کامرانی کی بشارت کا ملنا ایک عجیب واقعہ ہے۔

میرے والد چوہدری نعمت اللہ صاحب گوہر نے ۱۸۹۶ء میں نہایت شان سے میٹرک پاس کی اور گورنمنٹ نے وظیفہ دیکر ہدایت کی کہ قریبی کالج مہندر کالج پٹیالہ میں داخل ہو جائیں۔ اُن دنوں ریاست پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسن صاحب وزیرِ اعظم تھے۔ اُن کے کسی عزیز نے والد صاحب کو سادہ طبع دیکھ کر راغب کر لیا کہ تم میری جگہ امتحان دے دو۔ روپے کا بھی لالچ ہوگا مگر راز فاش ہوگیا۔ وزیر صاحب موصوف کے اثر و رسوخ کی وجہ سے مقدمہ پٹیالہ سے دہلی منتقل کرالیا گیا اور دو تین پیشیوں کے بعد ہوا یہ کہ والد صاحب پر پابندی لگ گئی کہ آئندہ تمام عمر پنجاب یونیورسٹی کے کسی امتحان میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ تاہم اُن لوگوں نے والد صاحب کو ریاست کے محکمۂ بندوبست کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ لگوا دیا تاکہ تعلیم رُک جانے سے جو نقصان ہوا ہے وہ پُورا ہو جائے۔

وہاں کسی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتاب "الہاماتِ مرزا" مطالعہ کے لئے دی۔ والد صاحب عرصہ سے مسیح موعودؑ کی آمد کے منتظر تھے۔ پوچھا کہ یہ مرزا صاحب کون ہیں۔ کہاں رہتے ہیں وغیرہ۔ حُسنِ اتفاق کہ وہاں پر حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کے بڑے بیٹے منشی رحمت اللہ صاحب (صوفی عبدالقدیر صاحب کے برادرِ اکبر) بھی کام کرتے تھے۔ انہوں نے کہا میں آپ کو سب کچھ سمجھا دُوں گا۔

رات کو حُقّہ کے گرد بیٹھ کر جب باتیں تفصیل سے سُنیں تو شوق بڑھ گیا۔ منشی رحمت اللہ صاحب نے اخبار الحکم اور سلسلہ کی کتابیں مطالعہ کے لئے دیں۔ مگر تشنگئ شوق نہ مٹی۔ لہٰذا ۱۹۰۵ء میں اپنی اہلیہ کو ہمراہ لے کر قادیان آئے۔ یہاں

کسی سے کچھ واقفیت نہ تھی۔ یاد آیا کہ شیخ یعقوب علی صاحب کے گھر چلو۔ انہوں نے بڑی آؤ بھگت کی حضرت اقدسؑ سے ملاقات کرائی۔ چند روز ٹھہرے اور آخر کار حضور والا کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر داخل سلسلہ احمدیہ ہو گئے۔

واپس جا کر اپنے دو چھوٹے بھائیوں علی محمد صاحب (بعد میں بی اے۔ بی ٹی) اور (مولوی) عطا محمد صاحب کو بھی حضرت مہدی کی اہمیت بتائی اور اُن کی بھی بعیت کرا دی۔

اوائل ۱۹۰۶ء میں چنیوٹ کے اسلامیہ ہائی سکول کی بنیاد رکھی یعنی چھٹی جماعت تک سکول تھا اور والد صاحب پہلے ہیڈ ماسٹر۔ مگر یہاں کے لوگوں نے شدید مخالفت کی تو یہاں سے چھوڑ کر قادیان آ گئے۔ اَب روزانہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور صحبت میں رہنے لگے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب سے بھی گہرے تعلقات پیدا کر لئے۔ اسی زمانہ میں حُقہ پینا چھوڑ دیا۔ اور ساری عمر مُنہ نہ لگایا۔

ایک دن حضرت حکیم صاحب نے پوچھا کہ تم میٹرک سے آگے کیوں ترقی نہیں کرتے؟ حکیم صاحب کو ہمدرد پاکر ساری کہانی کہہ ڈالی اور رونے لگ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے کیوں عرض نہیں کرتے؟ والد صاحب نے کہا کہ مجھے پہلے سخت ندامت ہے آپ ہی حضرت صاحب کے حضور میری سفارش فرمائیں۔ اور حضرت مولانا نے اپنے پیر و مُرشد سے والد صاحب کا تمام واقعہ عرض کر دیا۔

والد صاحب نے اسی زمانہ میں ایک نظم لکھی جس کا عنوان ہے

صدائے فقیر

نظم کا آغاز آپ نے یوں کیا تھا :۔

صدا سُنانے کو مہدی کے در پر آئے فقیر
بَھلا ہو شاہا ملے کچھ بنامِ ربِّ قدیر

ملے ہمیں بھی تو کچھ صدقۂ مسیحیت
کیا ہے آپ کو اللہ نے غنی و امیر

سُنا ہے آپ کے دَر پر جو مانگنے آئے
جو بے نَوا کو بناتے ہو ایک دم میں اَمیر

پَر ایسا سوز دُعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو

ہم آج مہدیا جو تیرے در پہ آئے ہیں
نہ پوچھو کیا کیا خیالات ساتھ لائے ہیں

دلِ و جگر میں ہیں ناسور اور سینہ ریش
کباب ہو کے غرض تیرے آگے آئے ہیں

کسی لبیب* سے جب اپنا دردِ دل نہ تھما
تو آخرش ترے دارالشفا میں آئے ہیں
جو رَہ پڑے ترے دارالامان میں جھدی
اُنہوں نے جنتِ ماویٰ میں گھر بسائے ہیں
بنے ہیں پھول ترے گلشنِ محبت میں
ہمارے زخمِ جگر خوب رنگ لائے ہیں
زہے نصیب اگر یہ قبول ہو جائیں
کہ تیری نذر کے قابل یہ پھول پائے ہیں
یہی ذریعہ ترے قُرب کا ہے لے پیارے
کہاں فقیر نے دولت کے گنج پائے ہیں
دُعا یہ کیجئے بگڑی ہماری بن جائے
اسی غرض کے لئے تیرے در پہ آئے ہیں

پُر ایسا سوز دُعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو

کبھی تو یاد کرو ہم کو شب کے گھنٹوں میں
میرے پیارے تہجد کی اُن دعاؤں میں
شجر حجر بھی ہوں جس وقت نیند کے ماتے
پرند سوتے ہوں جس وقت آشیانوں میں
سیاہ زُلف ہو لیلائے شب نے جب کھولی
ہو کھلبلی پڑی انجم کے پہرہ داروں میں
تری دعائیں ہوں ٹکراتی عرش سے جس دَم
جسد زمیں پہ ہو جاں تیری آسمانوں میں
برستے جب ترے گھر پر ہوں نُور کے بادل
ہو آسماں پہ چناں و چنیں فرشتوں میں
ہمیں بھی یاد کرو ایسے وقت میں اک بار
سوائے رُتبہ ترا اے مسیح پاکوں میں
دُعا یہ کیجئے بگڑی ہماری بن جائے
شمار اپنا بھی ہو تا کہ کامیابوں میں

پُر ایسا سوز دُعا میں تری مسیحا ہو
کہ ایک دَم میں فقیروں کا پار بیڑا ہو (۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء)

اس نظم کے اختتام پر حضرت مسیح موعودؑ واپس جانے لگے تو جناب مولوی محمد علی صاحب کو یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ آپ گورنر صاحب کے لئے یونیورسٹی کو لکھیں کہ ان پر سے پابندی ہٹالی جائے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میں نے پہلے بھی ان کا کیس سُنا ہے یہ نہایت مشکل امر ہے اور کامیابی کی کوئی اُمید نہیں۔

حضور والا نے فرمایا کہ "آپ لکھیں تو سہی جب خدا آسمان پر معاف کر دیتا ہے تو بندے زمین پر کیوں

---

* جب والد صاحب اس شعر پر آئے تو مولانا نورالدین صاحب اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ "لبیب عرض کرلیا ہؤا ہے اُسے کیوں لپیٹ لیا ہے"۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ مسکرائے۔

معاف نہیں کریں گے۔"

مجبوراً مولوی محمد علی صاحب والد صاحب کو لے کر مسجد مبارک اُس حجرے میں بیٹھ گئے جس میں سُرخ روشنائی والا نشان ظاہر ہوا تھا۔ تمام واقعات دوبارہ سُن کر یونیورسٹی کو مفصّل خط لکھا کہ ان کو معاف کر دیا جائے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہو گیا۔ خلافت اولیٰ کا زمانہ تھا۔ (۱۹۱۲ء) کہ یکا یک یونیورسٹی کا مراسلہ موصول ہوا کہ آپ پر سے پابندی ہٹا دی گئی ہے۔ (سبحان اللہ)

والد صاحب اُن دنوں اپنی ملازمت پر تھے۔ فوراً قادیان حاضر ہو کر حضرت خلیفہ اوّلؓ کے سامنے خوشی کے آنسو بہانے لگے اور عرض کیا کہ حضور دُعا فرمائیں کہ میں بی اے کر لُوں۔ حضور دعا فرماتے رہے کافی دنوں کے بعد الہام ہوا کہ "نعمت اللہ کو ہمارے سے کہہ دو کہ اگر بی اے سے اخلاص ہے تو ایف اے کا امتحان دے دے۔" اور یہ الہام میرے چچا چوہدری علی محمد صاحب کو سُنا کر فرمایا کہ اپنے بھائی کو بھی اطلاع دیدو۔

اُس زمانہ میں مسٹر جی۔ کرالس انسپکٹر آف سکولز تھا۔ وہ شکر گڑھ سکول کے معائنہ کے لئے گیا تو والد صاحب کے کام سے بہت خوش ہوا اور ریمارک دیئے کہ

VARY GOOD WORK HAS BEEN DONE IN THE MIDDLE CLASSES BY M. NIMATULLAH.

چند روز کے بعد حکم آیا کہ آپ کو تین ترقیاں سالانہ یکمشت دی جاتی ہیں اور شکر گڑھ سے مزنگ لاہور کے سکول میں تبدیل کئے جاتے ہیں بطور سیکنڈ ماسٹر۔ وہاں پر ایک صاحب خیر دین برق ہیڈ ماسٹر تھے۔ مگر وہ کچھ عرصہ قبل دُنیاوی ترقی کے لالچ میں تثلیث کی دلدل میں پھنس گئے تھے اور اپنا نام K.D. BURKE لکھا کرتے تھے۔*

یہاں آکر والد صاحب نے بغیر ایک دن کی رخصت لئے اڑھائی ماہ میں ریاضی کا مضمون لے کر ایف اے کا امتحان دے دیا۔ برک صاحب نے ایک دن سکول میں شرط لگائی کہ اگر تم ۲½ ماہ میں پُورے مضامین سے ایف اے پاس کر لو تو میں احمدی ہو جاؤں گا اور اگر تم پاس نہ ہوئے تو تمہاری ڈاڑھی منڈوا دی جائے گی۔

والد صاحب نے خود ہی دُعا تیز کر دی اور قاضی حبیب اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالغنی کڑک صاحب کو بھی کہا۔ نتیجہ یہ

---

* ان کے بڑے صاحبزادے سیموئیل مارٹن برک ایم۔ اے۔ آئی سی۔ ایس تھے تقسیم کے بعد وہ مختلف اضلاع میں ڈپٹی کمشنر رہے اور ترقی کر کے مختلف ممالک میں پاکستان کے سفیر اور ہائی کمشنر رہے۔ اَب پنشن پاتے ہیں۔ اور لندن میں رہائش ہے۔ میرے ساتھ اَب تک خط وکتابت ہے۔ بہت قابل آدمی ہیں۔

ہُوا کہ ایک ہفتہ قبل میری والدہ نے خواب دیکھا کہ ایک سبز پوش بزرگ آئے ہیں اور کہہ گئے کہ "وہ تو پاس ہیں"۔
جب یونیورسٹی کی طرف سے باقاعدہ سند آگئی تو برکت صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیان چل کر بیعت کرو تو وہ کہنے لگے "یار منّ لیا تیرا مرزا سچّا اے" اور مٹھائی کا مطالبہ کر دیا۔

آخر کار ۱۹۲۷ء میں جب والد صاحب ایم بی ہائی سکول گوجرہ میں تھے تو پانچ ماہ کے عرصہ میں نہ صرف بی۔اے بلکہ ساتھ ہی ۔بی ۔ٹی (اس زمانے میں بی ایڈ کے مترادف تھا) کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کا الہام پُورا ہو گیا۔

والد صاحب کا انتقال ۱۱ر جولائی ۱۹۵۵ء کو بمقام کرشن نگر لاہور ہوا۔ میں تو ربوہ میں تھا مجھے تار ملا کہ تمہارے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ مگر اسی رات تہجد کے وقت مجھے خدا تعالیٰ نے خواب میں دکھایا کہ تین اشخاص شانہ بشانہ مل کر کھڑے ہیں۔ میرے والد درمیان میں ہیں اور اُن پر بڑی تیز روشنی پڑ رہی ہے۔ سفید براق پگڑی اور اُجلی لباس ہے۔ مگر دائیں بائیں جو دو اشخاص ہیں وہ کافی اندھیرے میں ہیں پہچانے نہیں جاتے۔ مجھے دائیں طرف سے بڑی تیز آواز آتی ہے۔ "یہ لوگ گریجویٹ ہو گئے ہیں" میں سوچتا ہوں کہ میرے اباجی تو پہلے ہی گریجویٹ ہیں اب یہ نیا کیا معاملہ ہے۔ پھر بڑی گرج دار آواز کہتی ہے کہ

"یہ لوگ گریجویٹ ہو گئے ہیں"

میں گھبرا کر جاگ اُٹھا اور وضو کر کے تہجد ادا کرنے لگ گیا۔ صبح آٹھ بجے وفات کا تار مل گیا۔

میں لاہور جانے کے لئے گھر سے نکلا تو والد صاحب کے دوست ماسٹر شیر علی صاحب ملے۔ مجھے ملول دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگے کہ کیا تم کو اُن کی وفات کے متعلق کوئی خواب آیا ہے؟ میں نے اپنا خواب سُنا دیا اور اُن کو گریجویٹ کے معنی سمجھانے لگا کہ ڈگری ہولڈر کو کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے تم نہیں سمجھے اس کا مطلب ہے کہ "ایہہ لوک پک گئے نے" یعنی یہ لوگ کامیاب ہو گئے ہیں۔ یعنی فاز فوزاً عظیماً۔

والد صاحب کی وفات کے جلد بعد حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر اور حضرت فضل الرحمٰن حکیم صاحب مبلغ نائیجیریا فوت ہو گئے۔ دونوں سے میرے گہرے مراسم تھے۔ خواب میں باقی دو اشخاص یہی مراد تھے۔ واللہ اعلم۔

الغرض حضرت مسیح محمدیؑ کے انفاسِ مسیحائی سے ایک مُردہ شخص زندہ ہو گیا۔

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت کی مہم

فراخدلی کے ساتھ حصہ لینے والے دوستوں کے لئے دُعا کی درخواست

گذشتہ دنوں خاکسار ماہنامہ انصار اللہ کے کسی کام کے سلسلہ میں کراچی گیا تھا وہاں ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت کے لئے بھی کوشش کی گئی۔ الحمد للہ کراچی کے دوستوں نے بھرپور تعاون فرمایا۔ مندرجہ ذیل دوستوں کے اسماء گرامی الغرض دُعا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کئے گئے تو حضور نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا۔ "جزاھم اللہ اَحسنَ الجزاء فی الدنیا والاٰخرۃ" (مینیجر ماہنامہ انصار اللہ)

۱۔ مکرم تاثیر احمدی صاحب گلشن اقبال کراچی	۵۰ خریدار	۱،۰۰۰ روپے
۲۔ ،، چوہدری جاوید احمد صاحب ماڈرن موٹرز کراچی	۵۰ ،،	۱،۰۰۰ ،،
۳۔ ،، ملک جمیل احمد صاحب قیصر سینما والے ،،	۵۰ ،،	۱،۰۰۰ ،،
۴۔ ،، رفیع الدین احمد صاحب زعیم اعلیٰ کراچی صدر	۵۰ ،،	۱،۰۰۰ ،،
۵۔ ،، نہتہ عبد الباسط صاحب ،،	۵۰ ،،	۱،۰۰۰ ،،
۶۔ ،، چوہدری خالد احمد صاحب شاہنواز لمٹیڈ کراچی	۲۵ ،،	۵۰۰ ،،
۷۔ ،، چوہدری فیاض احمد صاحب مارٹن روڈ ،،	۲۰ ،،	۴۰۰ ،،
۸۔ ،، بریگیڈیئر ایس۔ اے وہاب صاحب ،،	۲۰ ،،	۴۰۰ ،،
۹۔ ،، چوہدری اشتاق احمد صاحب اڑھتی ،،	۱۵ ،،	۳۰۰ ،،
۱۰۔ ،، ملک بشیر الدین صاحب ،،	۱۵ ،،	۳۰۰ ،،
۱۱۔ مجلس ڈرگ روڈ کراچی (مکرم منظور احمد صاحب شاد زعیم اعلیٰ)	۱۵ ،،	۳۰۰ ،،
۱۲۔ مکرم سعید محمود صاحب الفرقان موٹرز کراچی	۱۰ ،،	۲۰۰ ،،
۱۳۔ ،، میاں عبد اللطیف صاحب شاہ کوٹی ،،	۱۰ ،،	۲۰۰ ،،
۱۴۔ ،، سید شوکت علی صاحب فرحت جیولرز ،،	۱۰ ،،	۲۰۰ ،،
۱۵۔ ،، چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ ،،	۵ ،،	۱۰۰ ،،
۱۶۔ ،، چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کراچی	۵ ،،	۱۰۰ ،،
۱۷۔ متفرق	۵ ،،	۱۰۰ ،،
۱۸۔ مجلس ناظم آباد کراچی (مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب زعیم اعلیٰ)	۱۰۰ ،،	۲،۰۰۰ ،،

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کیلئے معطی حضرات کی فہرست

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کی تعمیر کے سلسلہ میں عطایا جات ادا کرنے والے احباب کی فہرست (قسط ۸) درج ذیل ہے۔ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر دعائیہ لوح پر انشاء اللہ کندہ کرائے جائیں گے۔ ربّ کریم ان کے اموال میں برکت بخشے آمین۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

۱۔ مکرم سکواڈرن لیڈر محمد حنیف صاحب بھٹی ولد چوہدری عبیداللہ صاحب مرحوم فتو کے ضلع سیالکوٹ ...۔ ۳۲۵ روپے
۲۔ " چوہدری محمد شفیع صاحب زعیم انصار اللہ ۱۴۷ ر۔ب چوہڑی ضلع فیصل آباد ۵۰۰ــ۰۰ "
۳۔ " چوہدری نظام الدین صاحب منجانب پسر چوہدری محمد شفیع صاحب مقصودہ ضلع وہاڑی ۳۰۰ــ۰۰ "
۴۔ " شیخ نذیر احمد صاحب سیالکوٹی فیصل آباد شہر ۳۰۰ــ۰۰ "
۵۔ " ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مجاہد چک جھٹہ ضلع گوجرانوالہ ۳۰۰ــ۰۰ "
۶۔ " چوہدری انیس احمد صاحب بشیر ڈھلوں آف ہڑپہ ولد چوہدری منظور احمد شہید جہلم شہر ۳۰۰ــ۰۰ "
۷۔ " خواجہ حفیظ احمد صاحب ولد سعد اللہ خان صاحب مشین محلہ جہلم شہر ۵۰۰ــ۰۰ "
۸۔ " چوہدری محمود احمد صاحب وڑائچ ولد چوہدری عبدالعزیز صاحب نیا محلہ جہلم ۳۰۰ــ۰۰ "
۹۔ " چوہدری محمد عالم صاحب تحصیلدار ولد چوہدری مولا بخش صاحب مرحوم ۹۶/E علامہ اقبال روڈ لاہور۔ ۵۰۰ــ۰۰ "
۱۰۔ " ملک حیات محمد صاحب مرحوم منجانب پسر ملک علی محمد صاحب ریٹائرڈ تھانیدار کھوکھر غربی ضلع گجرات ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۱۔ " ملک بشیر احمد صاحب پسر اللہ دتہ صاحب ریٹائرڈ چیف پٹی آفیسر ۳۰۰ــ۰۰ "
" " " " " "
۱۲۔ " ملک محمد اکبر صاحب ولد ملک حیات محمد مرحوم صاحب ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۳۔ " میر عبدالرشید صاحب ولد میر اللہ بخش صاحب تسنیم مرحوم راہوالی ضلع گوجرانوالہ ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۴۔ " ڈاکٹر ناصر احمد صاحب عباسی گلی ۱/۱۲ احمدیہ بلڈنگ گنج مغل پورہ لاہور ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۵۔ " حکیم عبدالرؤف صاحب پرویز باغبانپورہ لاہور ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۶۔ مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ مرحومہ موصیہ منجانب پسر ڈاکٹر احسن صاحب جیمیہ گجرات شہر ۳۱۳ــ۰۰ "
۱۷۔ مکرم پیر فضل الرحمن صاحب بیت الفضل سانگھڑ شہر ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۸۔ " چوہدری عبدالغنی صاحب مسجد احمدیہ " " ۳۰۰ــ۰۰ "
۱۹۔ " چوہدری غلام محمد صاحب، خدا بخش۔ بھڈال ضلع سیالکوٹ ۳۰۰ــ۰۰ "

۲۰۔ مکرم چوہدری شہباز خانصاحب باجوہ چونڈہ حال شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین	۳۵۰۔۔۔ روپے
۲۱۔ " چوہدری نواب خانصاحب مرحوم منجانب چوہدری شہباز خانصاحب باجوہ چونڈہ حال شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین	۳۵۰۔۔۔ "
۲۲۔ " بشیر احمد صاحب ولد مولا بخش صاحب بھٹی رچنا ٹاؤن سکیم ۱ شاہدرہ لاہور	۳۰۰۔۔۔ "
۲۳۔ " خیرے خانصاحب منجانب پسران مختار احمد خانصاحب و سردار محمد خانصاحب محمود آباد ضلع تھرپارکر	۳۰۰۔۔۔ "
۲۴۔ " چوہدری محمد علی صاحب ولد حیدر بخش صاحب چک ۱۸ ہوڑو ضلع شیخوپورہ	۳۰۰۔۔۔ "
۲۵۔ " محمد علی صاحب ولد کمال الدین صاحب امیر جماعت چک ۱۸ ہوڑو ضلع شیخوپورہ	۳۰۰۔۔۔ "
۲۶۔ " عبدالحمید صاحب ولد احمد بخش صاحب چک ۱۸ ہوڑو ضلع شیخوپورہ	۳۰۰۔۔۔ "
۲۷۔ " چوہدری عبدالسبحان صاحب کون چونڈہ ضلع سیالکوٹ	۳۰۰۔۔۔ "
۲۸۔ " راجہ عطاء محمد صاحب مرحوم منجانب پسر راجہ محمد یوسف صاحب خادم چوآلہ ضلع جہلم	۳۰۰۔۔۔ "
۲۹۔ " ٹھیکیدار محمود احمد صاحب کالا گجراں ضلع جہلم	۳۰۰۔۔۔ "
۳۰۔ " چوہدری نثار احمد صاحب مرحوم منجانب میر محمود جہلم	۳۰۰۔۔۔ "
۳۱۔ " حکیم خلیل احمد صاحب وہاڑی شہر	۳۱۳۔۔۔ "
۳۲۔ " چوہدری محمد حمید صاحب رام نگر دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور	۳۰۰۔۔۔ "
۳۳۔ " چوہدری نصیر اللہ خانصاحب پسر اول چوہدری رحمت خانصاحب پسر ا(صدر جماعت) ۱۱/۶ ضلع ساہیوال	۳۰۰۔۔۔ "
۳۴۔ " چوہدری ظفر احمد صاحب باجوہ مرحوم منجانب پسر ندیم ظفر باجوہ کوٹ باجوہ ضلع شیخوپورہ	۴۰۰۔۔۔ "
۳۵۔ " چوہدری جلال خانصاحب بیری والے ولد جھنڈے خانصاحب کوٹ دیال داس ضلع شیخوپورہ	۳۰۰۔۔۔ "
۳۶۔ " بشیر احمد صاحب وینس ۱۳۲ ر ب ساہووال ضلع فیصل آباد	۳۰۰۔۔۔ "
۳۷۔ " چوہدری عبدالغفور صاحب ولد رحیم بخش صاحب احمد آباد سانگرہ ضلع جھنگ	۳۰۰۔۔۔ "
۳۸۔ " عبداللطیف صاحب خالد کھیویوالی ضلع گوجرانوالہ	۳۰۰۔۔۔ "
۳۹۔ " میاں عبداللہ صاحب گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ	۳۰۰۔۔۔ "
۴۰۔ " چوہدری افضل خانصاحب مانگٹ اونچے ضلع گوجرانوالہ	۳۰۰۔۔۔ "
۴۱۔ " ملک نصیر احمد صاحب پوسٹل پنشنر ساہیوال شہر	۳۰۰۔۔۔ "
۴۲۔ مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ منجانب ہمشیرہ بشریٰ بیگم صاحبہ سابقہ کریام حال ۵۶۶ گ ب ضلع فیصل آباد	۳۰۰۔۔۔ "
۴۳۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب دھوریہ ضلع گجرات	۳۰۰۔۔۔ "

(باقی ص۶۴ پر)

بچوں کا صفحہ

حضرت انس رضؓ بن مالک

پیارے بچو! آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو صحابہ کرام میں سے نسبتاً چھوٹی عمر کے صحابہ کے کچھ واقعات اور کارنامے سنائیں گے۔ پچھلے ماہ ہم نے آپ کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بارہ میں کچھ بتلایا تھا۔ اس ماہ ہم آپ کو ایک دوسرے صحابیؓ حضرت انسؓ بن مالک کے حالات سناتے ہیں۔ انہوں نے دس برس تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کے حقیقی والد جب فوت ہو گئے تو اُن کی والدہ محترمہ حضرت اُمّ سلیم انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئیں اور عرض کیا۔ آقا! یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک دس سال انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہ بیان کرتے ہیں کہ دس سال مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی حضور نے مجھے کبھی اُف نہیں کیا۔ نہ مجھے کبھی کسی کام کے متعلق یہ فرمایا کہ ایسا کیوں کیا۔ ایسا کیوں نہیں کیا۔ اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند سیرت پر روشنی پڑتی ہے وہاں حضرت انسؓ کی ذہانت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کتنے سمجھدار تھے۔ اُن کے احساس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدق و محبت کا اندازہ اُن کے اس فقرہ سے کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ کا وصال ہؤا مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔

اس سے آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ دس سال کے بچے کا یہ احساس تھا کہ آج مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی کہ وہ ماہ تمام مکّہ سے مدینہ کے اُفق پر آج طلوع ہؤا۔ اور جب یہ چاند رحمت کی بدلیوں میں غروب ہو گیا تو حضرت انس کو مدینہ کی ہر چیز تاریک نظر آئی — عشق و وفا کا یہ کیا خوب اظہار ہے۔

حضرت انس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارہ میں بہت احادیث مروی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر بیس۲۰ برس تھی۔

پیارے بچو! دیکھو حضرت انس نے اِن دس برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے کیا کیا کچھ سیکھا۔ جب اتنی چھوٹی عمر میں حضرت انسؓ اتنا کچھ سیکھ سکتے تھے تو آپ کیوں نہیں سیکھ سکتے۔

پس ہمّت کرو۔ اپنے اسلاف یعنی بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے۔ علم و عمل کے میدان میں ایسے نقش چھوڑ جاؤ جو اس راہ کے مسافر کو ہمیشہ نظر آتے رہیں۔



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم میاں مبارک احمد صاحب ناظم ضلع فیصل آباد کو اضلاع میں اوّل آنے پر سندِ خوشنودی عطا فرما رہے ہیں



مولانا غلام باری صاحب سیف مدیر ماہنامہ انصار اللہ تقریر فرما رہے ہیں



حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ سپاسنامہ پیش کر رہے ہیں



مجلس انصار اللہ امریکہ کے نمائندہ مکرم عابد حنیف صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انعام حاصل کر رہے ہیں